احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے لئے

خطبہ نمبر 25

منگل 24 جون 2014ء

روزنامہ

1913ء سے جاری شدہ

FR-10

الفضل

The ALFAZL Daily

ٹیلی فون نمبر 047-6213029

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

منگل 24 جون 2014ء 25 شعبان 1435 ہجری 24/احسان 1393 ہش جلد 64-99 نمبر 143

رحم فراواں تیرا

کس زباں سے میں کروں شکر۔ کہاں ہے وہ زباں
کہ میں ناچیز ہوں اور رحم فراواں تیرا
مجھ پہ وہ لطف کئے تو نے جو برتر ز خیال
ذات برتر ہے تری۔ پاک ہے۔ ایواں تیرا
(درثمین۔دعا حضرت اماں جان)

جلسہ سالانہ جرمنی اور مختلف تقریبات پر میڈیا کوریج، مہمانوں کے تاثرات اور جلسہ کی انتظامیہ کو ان کی ذمہ داریوں کی یاددہانی

عہدیداران اپنے خولوں سے باہر آئیں اور خدمت کے جذبہ سے کام کریں

حضور کے پروگراموں کے دوران ساونڈ سسٹم کی خرابی اور نامناسب روٹی پر اظہار ناراضگی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ 20 جون 2014ء بمقام بیت الفتوح مورڈن لندن کا خلاصہ

خطبہ جمعہ کا یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 20 جون 2014ء کو بیت الفتوح مورڈن لندن سے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو کہ مختلف زبانوں میں تراجم کے ساتھ ایم ٹی اے پر براہ راست نشر کیا گیا۔ حضور انور نے خطبہ کے شروع میں جماعت کے افراد کا خلافت احمدیہ کے ساتھ اطاعت و وفا اور اخلاص کا ذکر فرمایا اور پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سب احمدیوں کو اس اطاعت و وفا میں بڑھاتا رہے۔ جلسہ سالانہ جرمنی کے ضمن میں فرمایا کہ ہمارے جلسوں کی ایک رونق افراد جماعت کے علاوہ غیر از جماعت اور غیر مذاہب سے تعلق رکھنے والے افراد سے بھی ہوتی ہے۔ وہ ہمارے جلسوں میں شامل ہو کر ہمارے کاموں، عملوں اور ہمارے نمونوں کا مشاہدہ بھی کرتے ہیں۔ جلسے کے روحانی ماحول اور پروگراموں کو جب یہ لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھتے اور کانوں سے سنتے ہیں تو بعض ان میں سے بیعت کر کے جاتے ہیں گویا یہ جلسہ دین حق کے بارے میں نیک اثرات پیدا کرنے والا ہوتا ہے۔ حضور انور نے اپنے حالیہ دورہ جرمنی کی روداد بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس دورہ کے دوران بعض بیوت الذکر کی بنیادیں رکھنے اور بعض کے افتتاح کرنے کا بھی موقع ملا اور ان مواقع پر دین حق کی خوبصورت تعلیم اور احمدیت کا پیغام پہنچانے کی توفیق ملی۔ اخباروں نے ان پروگراموں کی کوریج کی جس سے لاکھوں افراد تک یہ پیغام پہنچا۔ حضور انور نے جلسہ جرمنی میں کئی ہمسایہ ممالک سے افراد جماعت کے علاوہ غیر مہمانوں کے وفود کی شمولیت کا تذکرہ فرمایا۔

حضور انور نے جلسہ سالانہ جرمنی میں شامل ہونے والے غیر از جماعت مہمانوں کے جلسہ سے متعلق نیک تاثرات بیان فرمائے۔ مہمانوں نے جلسہ کے انتظامات، روحانی ماحول، حضرت خلیفۃ المسیح کے خطابات اور آپ سے اپنی ملاقات کو خوب سراہا اور اس بات کا اظہار کیا کہ آپ کی تقاریر سن کر اور آپ سے ملاقات کرنے کے بعد دین حق سے متعلق ہمارے ہر قسم کے شکوک و شبہات دور ہو گئے۔ ایک البانین مہمان نے کہا کہ نمایاں طور پر جو چیز اس دفعہ جلسہ میں نظر آئی وہ جرمن نژاد احمدیوں کی غیر معمولی حاضری تھی۔ جماعت احمدیہ کے علاوہ دوسروں میں صرف لفاظی ہی نظر آتی ہے، دین حق کا حقیقی عملی نمونہ صرف جماعت احمدیہ کا

باقی صفحہ 7 پر

ہفتہ تعلیم القرآن

نظارت تعلیم القرآن کے تحت مورخہ 18 تا 24 جولائی 2014ء ''ہفتہ تعلیم القرآن'' منانے کا پروگرام ہے۔ سال 2014ء کا یہ تیسرا ہفتہ تعلیم القرآن رمضان المبارک کے دوران آ رہا ہے۔ تمام امراء و صدران کرام، اور سیکرٹریان تعلیم القرآن سے گزارش ہے کہ وہ اپنی جماعتوں میں حسب پروگرام ہفتہ تعلیم القرآن منائیں۔ اس کا مختصر پروگرام درج ذیل ہے۔ مقامی حالات کے مطابق اس میں بہتر تبدیلی کی جاسکتی ہے۔

☆ دوران ہفتہ نماز تہجد اور نماز باجماعت کے قیام کو یقینی بنایا جائے، ہر فرد جماعت روزانہ ایک پارہ تلاوت کرے۔ حسب استطاعت قرآن کریم کا ترجمہ بھی پڑھے۔

☆ سیکرٹری تعلیم القرآن اس امر کا جائزہ لیں کہ جو افراد ابھی تک ناظرہ قرآن نہیں جانتے، ان کو قرآن پڑھانے کا فوری انتظام کریں۔

☆ رمضان کے بابرکت مہینہ میں رمضان اور قرآن کی برکتوں سے پورا فائدہ اٹھاتے ہوئے احباب جماعت کو ناظرہ قرآن کریم کا کم از کم ایک دور مکمل کرنے کی طرف ضرور توجہ دلائیں اور ان احباب کی رپورٹ (تنظیم وار) ارسال کریں جنہوں نے ناظرہ قرآن کا ایک دور یا ایک سے زیادہ دور کئے ہوں۔

☆ دوران ہفتہ عہدیداران گھروں کا دورہ کر کے تلاوت قرآن کریم کا جائزہ لیں خصوصاً کمزور اور سست افراد سے رابطہ کر کے ان کو روزانہ تلاوت کرنے کی طرف توجہ دلائیں تاکہ ہر فرد جماعت روزانہ تلاوت قرآن کریم کا عادی بن جائے۔

☆ جماعتیں پروگرام ہفتہ قرآن پر عمل کر کے اس کی رپورٹ ارسال کریں۔

(ایڈیشنل تعلیم القرآن و وقف عارضی)

درخواست دعا

☆ مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کیلئے درخواست دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان احباب کی قربانی قبول فرمائے اور ہر قسم کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین

54 سال تک خدمات دینیہ بجالانے والے امیر و مشنری انچارج گھانا

محترم عبدالوہاب بن آدم صاحب وفات پاگئے

احباب جماعت کو بہت دکھ اور افسوس کے ساتھ یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ جماعت احمدیہ کے دیرینہ خادم، 54 سال تک خدمات دینیہ بجالانے والے امیر و مشنری انچارج گھانا محترم مولانا ڈاکٹر عبدالوہاب بن آدم صاحب مورخہ 22 جون 2014ء کو گھانا کے وقت کے مطابق دن گیارہ بجے بعمر 76 سال وفات پاگئے۔ ایک دن پہلے آپ کی طبیعت خراب ہونے پر اکرا گھانا کے ہسپتال میں داخل کرایا گیا تھا۔

آپ 1938ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کے دادا محترم ابوبکر صاحب نے حضرت مولانا عبدالرحیم نیر صاحب کے زمانہ میں 1921ء میں بیعت کی اور جماعت احمدیہ میں داخل ہونے کی توفیق پائی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم میتھوڈسٹ (Mathodist) پرائمری سکول، یونائیٹڈ سینئر سکول اور پھر احمدیہ تعلیم الاسلام سیکنڈری سکول کماسی سے حاصل کی۔ آپ کی والدہ محترمہ نے آپ کو وقف کیا۔ 1952ء میں جامعہ احمدیہ ربوہ میں دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے داخل ہوئے اور 1960ء میں شاہد کی ڈگری حاصل کی۔

جب آپ حصول تعلیم کی خاطر جامعہ احمدیہ ربوہ آئے تو اس موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے آپ کی والدہ صاحبہ کے لئے خوشنودی کا اظہار فرمایا کہ اس خاتون نے اپنے خرچ پر محض دینی تعلیم کے حصول کے لئے گولڈ کوسٹ (مغربی افریقہ) سے اپنے بیٹے کو ربوہ بھجوایا۔ آپ گھانا میں بطور مربی سلسلہ 11 سال تک مختلف جماعتوں میں خدمات بجالاتے رہے۔ آپ ریجنل مربی شمالی گھانا اور ٹیچی مان پھر مشنری ٹریننگ کالج کے پرنسپل بھی رہے۔ کچھ عرصہ کے لئے آپ ربوہ تشریف لے آئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے آپ کو پیرا ماؤنٹ مشنری کے خطاب سے نوازا۔ ایک مرتبہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کسی سفر

باقی صفحہ 7 پر

نماز انسان کو گناہ اور بدی سے ہٹا دیتی ہے

نماز نعمتوں کی جان ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فیوض اسی نماز کے ذریعہ سے آتے ہیں

لغزش بہت بڑی ہے اگر رہ گئی نماز
پُرسش بہت کڑی ہے اگر رہ گئی نماز
چھوٹی خطا نہ جان تو ترک نماز کو
سب سے یہی بڑی ہے اگر رہ گئی نماز

نماز ہر ناپسندیدہ بات سے روکتی ہے

اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے:۔

''تو کتاب میں سے جو تیری طرف وحی کیا جاتا ہے پڑھ کر سنا اور نماز کو قائم کر۔ یقیناً نماز بے حیائی اور ہر ناپسندیدہ بات سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر یقیناً سب (ذکروں) سے بڑا ہے اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو''۔ (سورۃ العنکبوت:46)

گناہوں سے پاک

ہمارے پیارے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ نے بنی نوع انسان کو یہ عظیم الشان خوشخبری عطا فرمائی ہے کہ نمازی نماز کی ادائیگی کے ذریعہ گناہوں سے پاک وصاف ہوجاتا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جب ایک مسلمان یا مومن بندہ وضو کرتا ہے اور اپنا منہ دھوتا ہے تو وہ تمام گناہ جن کی طرف اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہوتا ہے۔ وہ پانی کے ساتھ یا فرمایا کہ پانی کے آخری قطرے کے ساتھ اس کے چہرے سے دور ہو جاتے ہیں اور جب وہ اپنے ہاتھ دھوتا ہے تو وہ تمام گناہ جو اس سے ہاتھ کی پکڑ کے ذریعہ سرزد ہوئے وہ اس کے ہاتھوں سے پانی کے ساتھ یا فرمایا کہ پانی کے آخری قطرے کے ساتھ دور ہو جاتے ہیں حتیٰ کہ وہ گناہوں سے پاک ہوجاتا ہے اور جب وہ اپنے پاؤں دھوتا ہے تو وہ گناہ جو پاؤں کے ذریعہ سرزد ہوئے وہ پانی یا فرمایا کہ پانی کے آخری قطرے کے ساتھ نکل جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ گناہوں سے بالکل پاک ہو جاتا ہے''۔ (مسلم)

نماز نعمتوں کی جان

نماز کی اہمیت وفضیلت اور برکات کے بارے حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

نماز بھی گناہوں سے بچنے کا ایک آلہ ہے۔ نماز کی یہ صفت ہے کہ انسان کو گناہ اور بدکاری سے ہٹا دیتی ہے۔ سو تم ویسی نماز کی تلاش کرو اور اپنی نماز کو ایسی بنانے کی کوشش کرو۔ نماز نعمتوں کی جان ہے اللہ تعالیٰ کے فیض اسی نماز کے ذریعہ سے آتے ہیں۔ سو اس کو سنوار کر ادا کرو۔ تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے وارث بنو۔ (ملفوظات جلد5 ص126)

پنجوقتہ نمازوں کی فلاسفی

آیئے حضرت اقدس مسیح موعود کے اپنے مبارک الفاظ میں پانچ وقتہ نمازوں کی فلاسفی پڑھتے ہیں۔

پنجگانہ نمازیں کیا چیز ہیں وہ تمہارے مختلف حالات کا فوٹو ہے۔ تمہاری زندگی کے لازم حال پانچ تغیر ہیں جو بلا کے وقت تم پر وارد ہوتے ہیں اور تمہاری فطرت کے لئے ان کا وارد ہونا ضروری ہے۔ (1) پہلے جبکہ تم مطلع کئے جاتے ہو کہ تم پر ایک بلا آنے والی ہے۔ مثلاً جیسے تمہارے نام عدالت سے ایک وارنٹ جاری ہوا یہ پہلی حالت ہے جس نے تمہاری تسلی اور خوشحالی میں خلل ڈالا سو یہ حالت زوال کے وقت سے مشابہ ہے کیونکہ اس سے تمہاری خوشحالی میں زوال آنا شروع ہوا اس کے مقابل پر نماز ظہر متعین ہوئی جس کا وقت زوال آفتاب سے شروع ہوتا ہے۔

(2) دوسرا تغیر اس وقت تم پر آتا ہے جبکہ تم بلا کے محل سے بہت نزدیک کئے جاتے ہو مثلاً جبکہ تم بذریعہ وارنٹ گرفتار ہو کر حاکم کے سامنے پیش ہوتے ہو یہ وہ وقت ہے کہ جب تمہارا خوف سے خون خشک ہو جاتا ہے اور تسلی کا نور تم سے رخصت ہونے کو ہوتا ہے سو یہ حالت تمہاری اس وقت سے مشابہ ہے جبکہ آفتاب سے نور کم ہو جاتا ہے اور نظر اس پر جم سکتی ہے اور صریح نظر آتا ہے کہ اب اس کا غروب نزدیک ہے۔ اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز عصر مقرر ہوئی۔

(3) تیسرا تغیر تم پر اس وقت آتا ہے جو اس بلا سے رہائی پانے کی بکلی امید منقطع ہو جاتی ہے مثلاً جیسے تمہارے نام فرد قرارداد جرم لکھی جاتی ہے اور مخالفانہ گواہ تمہاری ہلاکت کے لئے گزر جاتے ہیں یہ وہ وقت ہے کہ جب تمہارے حواس خطا ہو جاتے ہیں اور تم اپنے تئیں ایک قیدی سمجھنے لگتے ہو۔ سو یہ حالت اس وقت سے مشابہ ہے جبکہ آفتاب غروب ہو جاتا ہے اور تمام امیدیں دن کی روشنی کی ختم ہو جاتی ہیں۔ اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز مغرب مقرر ہے۔

(4) چوتھا تغیر اس وقت تم پر آتا ہے کہ جب بلا تم پر وارد ہی ہو جاتی ہے اور اس کی سخت تاریکی تم پر احاطہ کر لیتی ہے۔ مثلاً جبکہ فرد قرارداد جرم اور شہادتوں کے بعد حکم سزا تم کو سنایا جاتا ہے اور قید کے لئے ایک پولیس مین کے تم حوالہ کئے جاتے ہو سو یہ حالت اس وقت سے مشابہ ہے جبکہ رات پڑ جاتی ہے اور ایک سخت اندھیرا پڑ جاتا ہے اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز عشاء مقرر ہے۔

(5) پھر جبکہ تم ایک مدت تک اس مصیبت کی تاریکی میں بسر کرتے ہو تو پھر آخر خدا کا رحم تم پر جوش مارتا ہے اور تمہیں اس تاریکی سے نجات دیتا ہے۔ مثلاً جیسے تاریکی کے بعد پھر آخر کار صبح نکلتی ہے اور پھر وہی روشنی دن کی اپنی چمک کے ساتھ ظاہر ہو جاتی ہے سو اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز فجر مقرر ہے اور خدا نے تمہارے فطرتی تغیرات میں پانچ حالتیں دیکھ کر پانچ نمازیں تمہارے لئے مقرر کیں اس سے تم سمجھ سکتے ہو کہ یہ نمازیں خاص تمہارے نفس کے فائدہ کے لئے ہیں۔ پس اگر تم چاہتے ہو کہ ان بلاؤں سے بچے رہو تو تم پنجگانہ نمازوں کو ترک نہ کرو کہ وہ تمہاری اندرونی اور روحانی تغیرات کا ظل ہیں۔ نماز میں آنے والی بلاؤں کا علاج ہے تم نہیں جانتے کہ نیا دن چڑھنے والا کس قسم کے قضاء وقدر تمہارے لئے لائے گا پس قبل اس کے جو دن چڑھے تم اپنے مولیٰ کی جناب میں تضرع کرو کہ تمہارے لئے خیر و برکت کا دن چڑھے۔

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد19 ص85 تا87)

اللہ تعالیٰ ہمیں پنجوقتہ نمازیں قال اللہ وقال الرسول اور حضرت مسیح موعود کے فرمان کے مطابق ادا کرنے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین

(مرسلہ: مکرم نذیر احمد سانول صاحب)

تعلق باللہ میں کامل چین ہے

سیدنا حضرت مصلح موعود تعلق باللہ کی ضرورت و اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

''صرف اللہ تعالیٰ کی ہی ذات ہے جس سے تعلق پیدا کرکے انسان کامل چین پا سکتا ہے۔ مگر افسوس کہ لوگ اس طرف سب سے کم توجہ کرتے ہیں اور اپنے دردوں کا علاج ان دروازوں سے تلاش کرتے ہیں جہاں سے سوائے مایوسی کے کچھ حاصل نہیں ہوسکتا۔''

(تفسیر کبیر جلد3 ص99-100)

''قرآن کریم میں یہ تاثیر ہے کہ اس کی کوئی سورۃ بھی آدمی پڑھے اس کے دل میں اعلیٰ سے اعلیٰ روحانی تاثیرات پیدا ہونے لگیں گی۔ گویا بجائے شکوک پیدا کرنے کے وہ شکوک کو قطع کر دیتا ہے اور لوگوں کو ایسے مقامات تک پہنچا دیتا ہے کہ وہاں شک باقی ہی نہیں رہتا اور یہ تعلق باللہ کا مقام ہے۔ یہ مقام صرف قرآن کریم کی تلاوت سے حاصل ہوتا ہے۔''

(تفسیر کبیر جلد3 ص161)

مکرم محمود احمد شاہدؔ (بنگالی) کی وفات پر

''پروانۂ خلافت مہدی'' بصد خلوص
1435ھ

مہر و وفا کے گیت سناتا چلا گیا
ہر لحظہ وہ تھا گوش بر آواز مردِ حق
سرتاپا وہ فدائی و عاشق امام کا
مرشد نے اس کو ''مردِ مجاہد'' کی دی سند
''یہ رتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا''
وہ سلسلہ کا خادم ادنیٰ بھی اعلیٰ بھی
دینِ متیں پہ چاند سی دنیا کو تج دیا
قدسیؔ امامِ وقت کا بن کے رہا غلام
خادم تھا، طفل تھا یا وہ انصار میں رہا

عبدالکریم قدسیؔ

پبلشر و پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ ...مطبع: ضیاء الاسلام پریس ...مقام اشاعت: دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ قیمت 5 روپے

دین حق نرمی، پیار، محبت، رواداری کا مذہب ہے۔ وہ تمام مذاہب کے انبیاء کی بلکہ ان کے ماننے والوں کی بھی عزت اور احترام کرتا ہے۔ ہر مذہب کے، ہر قوم کے رہنما کی عزت کرتا ہے اور عزت کرنے کا حکم دیتا ہے

مذہبی رواداری، امن عالم، خدمت خلق اور ہمدردیٔ بنی نوع انسان سے متعلق دینی تعلیم کے اعلیٰ نمونوں اور حضرت مسیح موعود کی اپنی جماعت سے توقعات کا تذکرہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جلسہ سالانہ قادیان 2003ء کے موقع پر 28 دسمبر 2003ء کو محمود ہال بیت الفضل لندن سے ایم ٹی اے کے ذریعہ براہ راست اختتامی خطاب

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے قادیان کا 112 واں جلسہ سالانہ اپنے اختتام کو پہنچ رہا ہے اور میرے اس خطاب کے بعد انشاء اللہ اس کا اختتام ہوگا۔ اس جلسہ سالانہ میں رپورٹس کے مطابق احمدیوں کے علاوہ بہت سے دوسرے مہمان دوست بھی شامل ہیں۔ اور ان کی اب تک کی رپورٹ کے مطابق ان کا خیال ہے کہ بتیس تینتیس ہزار آدمی اس میں شامل ہیں اور تعداد بڑھ رہی ہے۔

آج کے خطاب کے لئے میں نے (-) تعلیم کے اعلیٰ نمونے اور حضرت اقدس مسیح موعود کی جماعت سے جو توقعات ہیں، اُس کے بارے میں مضمون چنا ہے کہ وہ جماعت کو کیسا بنانا چاہتے تھے۔

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو سال پہلے اسلام کی جس خوبصورت تعلیم کو دنیا کے سامنے پیش کیا، جس میں اپنوں کے لئے بھی چھوٹے سے چھوٹے خُلق کے ہر پہلو کو تفصیل سے بیان کیا۔ کس طرح بھائیوں کو، دوستوں کو آپس میں تعلقات رکھنے چاہئیں۔ اور اس معاشرے میں امن پیدا کرنے کے لئے کیا ضروری چیزیں ہیں۔ معاشرے کے وسیع تعلقات میں کیا ماحول پیدا کیا جائے کہ اس سے معاشرے میں امن پیدا ہوسکتا ہے۔ پھر اپنوں کے علاوہ غیروں سے بھی اعلیٰ اخلاق دکھانے کے سلیقے بتائے۔ اپنے ہم مذہبوں اور غیر مذہب والوں کے حقوق ادا کرنے کے بھی طریقے اور سلیقے سکھائے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے بھی طریقے سکھائے۔ تو گویا کوئی پہلو ایسا نہیں جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خالی چھوڑا ہو۔ ایسی مکمل اور کامل تعلیم ہے۔ کیونکہ قرآنِ کریم جیسی کامل اور مکمل تعلیم آپ پر نازل ہوئی تھی۔ دین مکمل ہوا تھا اور شریعت کامل ہوئی اور پھر آپ نے صرف یہی نہیں کہ تعلیم دی بلکہ اپنے عمل سے اس خوبصورت تعلیم کو دنیا کے سامنے پیش کیا۔ آپ کے صحابہ نے اس حسین تعلیم کو اپناتے ہوئے اپنے اندر ایسی زبردست تبدیلیاں پیدا کیں کہ جو انسانی تصور سے باہر ہیں۔ اور پھر اس خوبصورت اور حسین تعلیم کو دنیا تک پہنچانے کے لئے کوششیں بھی کیں۔ لیکن پھر آہستہ آہستہ ...... نے اس تعلیم کو بھلا دیا...... حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو مسیح موعود اور مہدی معہود کی صورت میں دنیا میں مبعوث فرمایا اور آپ نے پھر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خوبصورت تعلیم کو دنیا کے سامنے پیش فرمایا۔ معترضین کے اعتراضات کے دلائل سے جواب دیئے، اُن کو ردّ فرمایا اور ثابت کیا کہ (دین) ہی ایک ایسا مذہب ہے جو قیامت تک اب زندہ رہے گا۔ اور فرمایا میں تمہیں یہ بات یونہی نہیں کہہ رہا بلکہ دلائل سے، براہین سے یہ ثابت کرتا ہوں اور ماننے والوں کو یہ سکھایا کہ اگر تم غور سے سنو، سمجھو تو میں تمہیں قرآنِ کریم کی معرفت سکھاتا ہوں اور پھر اس معرفت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے ساتھ نکلو اور اللہ تعالیٰ کی اس آخری شریعت کی دنیا میں منادی کرو۔ اپنے ایمانوں کو مضبوط کرو اور انسانیت کو بھی اللہ تعالیٰ کے آستانہ پر لے کر آؤ۔ خالص توحید کا قیام کرو اور یاد رکھو کہ اب دنیا میں (-) ہی ایک ایسا مذہب ہے جس کے جھنڈے تلے آنے میں اب انسانیت کی بقا ہے......۔

حضرت اقدس مسیح موعود قرآنِ کریم کی تعلیم کی تمام دوسری مذہبی کتابوں پر فوقیت بیان کرتے ہوئے کہ کیوں یہ آخری شرعی کتاب ہے اور اس کو کیا فوقیت ہے؟ فرماتے ہیں کہ:

''حقیقت (-) جس کی تعلیم قرآنِ کریم فرماتا ہے کوئی نئی چیز نہیں ہے بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام اسی حقیقت کے ظاہر کرنے کے لئے بھیجے گئے تھے اور تمام الٰہی کتابوں کا یہی مدعا رہا ہے کہ تا بنی آدم کو اس صراطِ مستقیم پر قائم کریں۔ لیکن قرآنِ کریم کی تعلیم کو جو دوسری تعلیموں پر کمال درجہ کی فوقیت ہے، تو اس کی دو وجہ ہیں۔'' فرمایا ''اول یہ کہ پہلے نبی اپنے زمانے کے جمیع بنی آدم کے لئے مبعوث نہیں ہوتے تھے۔'' (جو چاہیں دیکھ لیں کہ پرانے جتنے بھی نبی آئے وہ ایک ایک وقت میں قریب قریب کے علاقوں میں کئی کئی نبی موجود ہوتے تھے اور اپنی قوم کو خدائے واحد و یگانہ کی طرف بلاتے تھے۔) فرمایا کہ ''پہلے نبی اپنے زمانہ کے جمیع بنی آدم کے لئے مبعوث نہیں ہوتے تھے بلکہ وہ صرف اپنی ایک خاص قوم کے لئے بھیجے جاتے تھے جو خاص استعداد میں محدود اور خاص طور کے عادات اور عقائد اور اخلاق اور روش میں قابل اصلاح ہوتے تھے۔ پس اس وجہ سے وہ کتابیں، قانون مختص القوم کی طرح ہو کر'' (یعنی صرف اُس قوم کے لئے خاص ہوتی تھیں) ''صرف اسی حد تک اپنے ساتھ ہدایت لاتی تھیں۔'' (جو بھی شرعی کتابیں ہوتی تھیں، اُس خاص قوم کے لئے ہوتی تھیں اور اس حد تک ہدایت لاتی تھیں) ''جو اس خاص قوم کے مناسبِ حال اور ان کے پیمانہ استعداد کے موافق ہوتی تھی''۔ (یعنی جو جو اُن کی استعدادیں تھیں اُس کے مطابق تھیں) پھر فرمایا کہ ''دوسری وجہ یہ کہ ان انبیاء علیہم السلام کو ایسی شریعت ملتی تھی جو ایک خاص زمانہ تک محدود ہوتی تھی اور خدا تعالیٰ نے ان کتابوں میں یہ ارادہ نہیں کیا تھا کہ دنیا کے اخیر تک وہ ہدایتیں جاری رہیں۔ اس لئے وہ کتابیں، قانون مختص الزمان کی طرح ہو کر صرف اسی زمانے کی حد تک ہدایت لاتی تھیں۔'' (یعنی اُس زمانے کے لئے صرف خاص تھیں، اُس زمانے تک تھیں) ''جو اُن کتابوں کی پابندی کا زمانہ حکمت الٰہی نے اندازہ کر رکھا تھا۔''

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 126 تا 128)

(یعنی وہ اُس حد تک ہدایت لاتی تھیں جس حد تک حکمت الٰہی نے اُس کا اندازہ کیا ہوا تھا کہ کس حد تک ان کا دور چلے گا اور زمانہ چلے گا)۔

پھر حضرت اقدس مسیح موعود خاص طور پر اپنے ماننے والوں کے لئے اس کامل اور مکمل شریعت کو مزید کھولتے ہوئے توجہ دلاتے ہیں کہ اس خوبصورت تعلیم کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے سچی ہمدردی اور اُس کی خدمت کرو۔ جیسے کہ فرمایا:

''خدا تعالیٰ کی راہ میں زندگی کا وقف کرنا جو حقیقت (-) ہے دو قسم پر ہے۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کو ہی اپنا معبود اور مقصود اور محبوب ٹھہرایا جاوے اور اس کی عبادت اور محبت اور خوف اور رجا میں کوئی دوسرا شریک باقی نہ رہے۔ ...... دوسری قسم اللہ تعالیٰ کی راہ میں زندگی وقف کرنے کی یہ ہے کہ اُس کے بندوں کی خدمت اور ہمدردی اور چارہ جوئی اور بار برداری اور سچی غم خواری میں اپنی زندگی وقف کر دی جاوے۔ دوسروں کو آرام پہنچانے کے لئے دکھ اُٹھاویں اور دوسروں کی راحت کے لئے اپنے پر رنج گوارا کر لیں''۔ فرمایا ''اس ...... سے معلوم ہوا کہ (-) کی حقیقت نہایت ہی اعلیٰ ہے اور کوئی انسان کبھی اس شریف لقب اہل (-) سے حقیقی طور پر ملقب نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنا سارا وجود معہ اس کی تمام قوتوں اور خواہشوں اور ارادوں کے حوالہ بخدا نہ کر دیوے اور اپنی اَنانیت سے معہ اُس کے جمیع لوازم کے ہاتھ اُٹھا کر اُس کی راہ میں نہ لگ جاوے۔ پس حقیقی طور پر اُسی وقت کسی کو (-) کہا جائے گا جب اُس کی غافلانہ زندگی پر ایک سخت انقلاب وارد ہو کر اُس کے نفسِ اَمّارہ کا نقشِ ہستی معہ اُس کے تمام جذبات کے یک دفعہ مٹ جائے اور پھر اس موت کے بعد محسن لِلّٰہ ہونے کے لئے نئی زندگی اُس میں پیدا ہو جائے اور وہ ایسی پاک زندگی ہو جو اس میں بجز طاعت خالق اور ہمدردیٔ مخلوق'' (یعنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اُس کی مخلوق کی ہمدردی کے) ''اور کچھ بھی نہ ہو۔'' فرمایا ''...... اور خَلق کی خدمت اس طرح سے کہ جس طرح سے خلقت کی حاجات ہیں اور جس قدر مختلف وجوہ اور ترک کی راہ سے قَسّامِ ازل نے بعض کو بعض کا محتاج کر رکھا ہے، ان تمام امور میں محض لِلّٰہ اپنی حقیقی اور بے غرضانہ اور سچی ہمدردی سے جو اپنے وجود سے صادر ہوسکتی ہے، ان کو نفع پہنچاوے اور ہر یک مدد کے محتاج کو اپنی خداداد قوت سے مدد دے اور اُن کی دنیا و آخرت دونوں کی اصلاح کے لئے زور لگاوے۔''

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن، جلد 5 صفحہ 60-62)

اس اقتباس کی تھوڑی سی تشریح کر دیتا ہوں۔ فرمایا کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ صحیح (-) کہلانے کے لئے اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ، چاہے وہ دماغی ہوں، چاہے جسمانی، اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق ہر کام کرو۔ جس طرح خدا تعالیٰ نے تعلیم دی ہے، اُس کے مطابق اپنے آپ کو بناؤ۔ اپنی خواہشات کو بھی ختم کرو۔ یہ نہیں کہ خدا تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ اس وقت میری عبادت کا وقت ہے، نماز کا وقت ہے اور تم (-) میں جانے کی بجائے اپنے دنیاوی کاموں میں مشغول ہو جاؤ۔ پھر فرمایا کہ اپنی اَنانیت کو بھی ختم کرو۔ کسی بھی صورت میں اپنی بڑائی کا، اپنی لیاقت کا، اپنے نیک ہونے کا خیال دل میں بھی نہ لاؤ۔ ذہن میں یہ احساس رہے کہ مَیں خدا تعالیٰ کا ایک عاجز انسان ہوں۔ تمام بڑائی اور کبریائی خدا تعالیٰ کی ہی ہے۔ یہ خیال نہ ہو کہ جماعت کی خاطر میں نے کچھ قربانیاں دی ہیں اب جماعت کو بھی میرا خیال رکھنا چاہئے۔ جو قربانیاں دی ہیں، جو خدمات کی ہیں، خدا تعالیٰ کی خاطر کی ہیں۔ اپنی دنیا اور آخرت سنوارنے کے لئے کی ہیں۔ اس لئے اگر اس کا کوئی بدلہ ہے تو خدا تعالیٰ کی ذات ہی ہے، وہی اس کا بدلہ دے سکتی ہے۔ پھر دوسری اہم ڈیوٹی اور دوسرا اہم فرض جس کے بارے میں حضرت مسیح موعود فرما رہے ہیں کہ (-) نے جس کا حکم دیا ہے وہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی خدمت کرے۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی جس قدر ضروریات ہیں، قطع نظر اس کے کہ وہ کس قوم اور مذہب کا ہے اُن کو پورا کرنے کی کوشش کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مختلف لوگوں کو مختلف دوسرے لوگوں کے ماتحت کیا ہوا ہے۔ دنیا میں ایک معاشرے میں یہی طریق چل رہا ہے۔ کوئی کسی کا کاروبار میں ملازم ہے تو کوئی کسی کا ذاتی

لازم ہے۔ اور پھر بعض دفعہ بعض ضرورتمند، بعض غریب اپنی ضرورت کے لئے تمہارے دروازے پر آجاتے ہیں تو جس حد تک تمہیں طاقت ہے، جس حد تک تمہاری توفیق ہے اُن کی ہمدردی کرو۔ اُن کی مدد کرنے کی کوشش کرو۔ اُن کی ضروریات کا خیال رکھو۔ اُن کو دنیا کے بارے میں بتاؤ۔ اُن کی دنیاوی ضروریات پوری کرنے کے علاوہ اُن کو دین کے بارے میں بھی بتاؤ۔ ان کو (-) کی خوبصورت تعلیم کے بارے میں بھی بتاؤ۔ اُس سے بھی روشناس کرواؤ اور اگر (-) ہیں تو پھر لوگوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو صحیح اسلام پیش فرمایا اس کی تعلیم پر عمل کرنے کی تلقین کرو۔ تو تب کہا جاسکتا ہے کہ تم جس مقصد کے لئے پیدا کئے گئے ہو، جس مقصد کے لئے تم نے (-) کو قبول کیا ہے، اُس مقصد کو حاصل کرنے والے ہو۔ تو جس مذہب کا یہ خلاصہ ہو کہ اللہ کی عبادت کرو اور انسانیت کی خدمت کرو، اُس کے ماننے والوں سے یہ کیسے توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ مذہب کے نام پر جنگیں کریں گے، جیسا کہ آجکل الزام لگایا جاتا ہے۔ اگر کوئی (-) کہلا کر ایسا کرتا ہے تو وہ (-) کی تعلیم کے خلاف ایسا کرتا ہے۔ (-) کی قطعاً یہ تعلیم نہیں ہے۔

(-) تو نرمی، پیار، محبت، رواداری کا مذہب ہے۔ وہ تو تمام مذاہب کی، تمام مذاہب کے انبیاء کی بلکہ اُن کے ماننے والوں کی بھی عزت اور احترام کرتا ہے۔ ہر مذہب کے، ہر قوم کے رہنما کی عزت کرتا ہے اور عزت کرنے کا حکم دیتا ہے۔ بلکہ جیسا کہ مَیں نے کہا (-) کی تعلیم نے عزت اور احترام کو اس انتہا تک پہنچایا ہوا ہے کہ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔......(سنن ابن ماجہ کتاب الادب باب اذا اتاکم کریم قوم فاکرموہ حدیث 3712) کہ جب تمہارے پاس کسی قوم کا معزز شخص آئے تو اُس کی عزت کرو۔

پھر صرف معزز شخص ہی نہیں۔ ایک اور روایت اس کو مزید کھولتی ہے۔ ایک دفعہ مدینہ میں ایک مسلمان اور یہودی کی لڑائی ہوگئی تو مسلمان نے کہا مجھے اُس ذات کی قسم! جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جہانوں پر فضیلت دی ہے۔ یہودی نے کہا مجھے اُس ذات کی قسم! جس نے موسیٰ کو تمام جہانوں پر فضیلت دی ہے۔ یہودی کی یہ بات سن کر مسلمان نے اُسے تھپڑ مار دیا۔ یہودی فریاد لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور نے فرمایا کہ مجھے موسیٰ پر فضیلت مت دو۔

(صحیح البخاری کتاب فی الخصومات باب مایذکر فی الاشخاص و الخصومۃ بین المسلم والیھود حدیث 2411)

تو یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ اخلاق کے نمونے ہیں کہ باوجود اس کے کہ آپ کو پتہ تھا اور یقین کامل تھا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بتایا گیا تھا کہ آپؐ ہی آخری شرعی نبی اور خاتم الانبیاء ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام انبیاء پر فوقیت دی ہوئی ہے۔ مگر آپ کو یہ گوارا نہ تھا کہ آپ کو ماننے والا کوئی شخص کسی کے مذہبی جذبات کو مجروح کرے۔ اور آپ نے اس بات سے منع فرمایا۔ تو کجا یہ الزام کہ (-) جنگ پسند مذہب ہے اور جنگجو اور جنگوں کو ہوا دینے والا مذہب ہے۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی شخص کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ کہے کہ میں حضرت یونس بن متّی سے بہتر ہوں۔

(صحیح البخاری کتاب احادیث الانبیاء باب قول اللہ تعالی وان یونس لمن المرسلین حدیث 3413)

حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں:

''یہ اصول نہایت صحیح اور نہایت مبارک اور باوجود اس کے صلح کاری کی بنیاد ڈالنے والا ہے کہ ہم ایسے تمام نبیوں کو سچے نبی قرار دیں جن کا مذہب جڑ پکڑ گیا اور عمر پا گیا اور کروڑ ہا لوگ اس مذہب میں آگئے۔ یہ اصول نہایت نیک اصول ہے۔ اور اگر اس اصل کی تمام دنیا پابند ہو جائے تو ہزاروں فساد اور توہین مذہب جو مخالفِ امن عامہ خلائق ہیں، اُٹھ جائیں۔''

(تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 258)

فرمایا کہ اگر یہ یقین ہو جائے کہ تمام انبیاء سچے ہیں تو یہ جو ہر طرف سے آوازیں اُٹھتی ہیں، ہر مذہب والا دوسرے مذہب کو برا کہنا شروع کر دیتا ہے تو یہ سب باتیں ختم ہو جائیں۔ اور دنیا میں جو فساد پیدا ہوا ہوا ہے، جو مخلوق کو آپس میں لڑا رہا ہے اور ایک بے امنی پیدا کی ہوئی ہے یہ سب چیزیں ختم ہو جائیں۔ تو یہی آپ نے فرمایا کہ (-) تعلیم کا اور صلح کی بنیاد ڈالنے کا یہی اصول ہے۔ اور ایسا خوبصورت اصول ہے کہ اگر اس کے پابند ہو جائیں تو تمام دنیا امن کا ایک گہوارہ بن جائے۔ ہر انسان دوسرے انسان کی عزت و احترام کرنے لگ جائے۔ اپنے مذہب کی خوبیاں تو بیان کریں لیکن دوسرے کے مذہب کو کبھی بُرا نہ کہیں۔ دوسرے کے مذہب پر الزام تراشی کرنے کا مطلب ہے کہ اپنے مذہب کے دفاع کے لئے دلائل نہیں ہیں۔ اور جس میں دلائل نہیں ہیں اس کا مطلب ہے اس میں جھوٹ شامل ہے۔ تو لڑنے مارنے پر وہی لوگ آمادہ ہوتے ہیں جن کے پاس دلائل نہ ہوں اور جن کو اپنی سچائی پر یقین نہ ہو۔ اب بعض مذاہب کے لوگ کہتے ہیں، اور اُن کے دلوں میں یہ بات اتنی راسخ ہو چکی ہے، اس بری طرح گاڑ دی گئی ہے کہ وہ یہ بات ماننے کو تیار ہی نہیں کہ (-) امن پسند مذہب ہے۔ اعتراض یہ ہوتا ہے کہ اگر ایسا ہے تو اسلام میں ابتدا میں کیوں جنگیں ہوئیں؟ یہ باتیں صرف علم کی کمی کی وجہ سے ہیں اور سنی سنائی باتوں پر یقین کرنے کی وجہ سے ہیں اور اسلام کی دشمنی کی وجہ سے اسلام کے خلاف جو ایک محاذ کھڑا ہوا ہوا ہے کہ اتنا پروپیگنڈا کرو کہ جھوٹ بھی سچ نظر آنے لگ جائے تو یہ اُس وجہ سے ہے۔ ورنہ اگر تاریخ پڑھیں، اُس کا مطالعہ کریں تو پتہ چل جائے گا کہ اسلام نے کبھی بھی جنگوں کی ابتداء نہیں کی، بلکہ جنگیں ٹھونسی گئی ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں کہ:

''ہم یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ اسلامی جنگ بالکل دفاعی جنگ تھے اور ان میں وہ شدت اور سخت گیری ہرگز نہ تھی جو موسیٰ اور یشوع کے جنگوں میں پائی جاتی ہے۔ اگر وہ یہ کہیں کہ موسیٰ اور یشوع کی لڑائیاں عذابِ الٰہی کے رنگ میں تھیں تو ہم کہتے ہیں کہ اسلامی جنگوں کو کیوں عذابِ الٰہی کی صورت میں تسلیم نہیں کرتے؟ موسوی جنگوں کو کیا ترجیح ہے۔ بلکہ ان اسلامی جنگوں میں تو موسوی لڑائیوں کے مقابلہ میں بڑی بڑی رعایتیں دی گئی ہیں۔ اصل بات یہی ہے کہ چونکہ وہ لوگ نوامیسِ الٰہیہ سے ناواقف تھے''۔ (یعنی کہ اللہ تعالیٰ کی جو پہلی تعلیم تھی اُس سے ناواقف تھے) ''اس لئے اللہ تعالیٰ نے اُن پر موسیٰ علیہ السلام کے مخالفوں کے مقابلہ میں بہت بڑا رحم فرمایا کیونکہ وہ غفور و رحیم ہے۔

پھر اسلامی جنگوں میں موسوی جنگوں کے مقابلہ میں یہ بڑی خصوصیت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے خادموں کو مکہ والوں نے برابر تیرہ سال تک خطرناک ایذائیں دیں اور تکلیفیں دیں اور طرح طرح کے دکھ اُن ظالموں نے دیئے۔ چنانچہ ان میں سے کئی قتل کئے گئے اور بعض بُرے بُرے عذابوں سے مارے گئے۔ چنانچہ تاریخ پڑھنے والے پر یہ امر مخفی نہیں ہے کہ بیچاری عورتوں کو سخت شرمناک ایذاؤں کے ساتھ مار دیا۔'' (تکلیفوں کے ساتھ مارا گیا) ''یہاں تک کہ ایک عورت کو دو اُونٹوں سے باندھ دیا اور پھر ان کو مختلف جہات میں'' (مختلف طرفوں میں) ''دوڑا دیا اور اس بیچاری کو چیر ڈالا۔ اس قسم کی ایذا رسانیوں اور تکلیفوں کو برابر تیرہ سال تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی پاک جماعت نے بڑے صبر اور حوصلہ کے ساتھ برداشت کیا۔ اس پر بھی انہوں نے اپنے ظُلم کو نہ روکا اور آخر کار خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا منصوبہ کیا گیا۔ اور جب آپؐ نے خدا تعالیٰ سے اُن کی شرارت کی اطلاع پا کر مکّہ سے مدینہ کو ہجرت کی۔ پھر بھی انہوں نے تعاقب کیا اور آخر جب یہ لوگ پھر مدینہ پر چڑھائی کر کے گئے تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے حملہ کو روکنے کا حکم دیا۔ کیونکہ اب وہ وقت آ گیا تھا کہ اہل مکہ اپنی شرارتوں اور شوخیوں کی پاداش میں عذابِ الٰہی کا مزہ چکھیں۔'' فرمایا: ''چنانچہ خدا تعالیٰ نے جو پہلے وعدہ کیا تھا کہ اگر یہ لوگ اپنی شرارتوں سے باز نہ آئیں گے تو عذابِ الٰہی سے ہلاک کئے جائیں گے وہ پُورا ہوا۔ خود قرآن شریف میں ان لڑائیوں کی یہ وجہ صاف لکھی ہے اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقَاتَلُوْنَ ......(الحج:41-40) یعنی ان لوگوں کو مقابلہ کی اجازت دی گئی جن کے قتل کے لیے مخالفوں نے چڑھائی کی (اس لیے اجازت دی گئی) کہ ان پر ظُلم ہوا اور خدا تعالیٰ مظلوم کی حمایت کرنے پر قادر ہے۔ یہ وہ مظلوم ہیں جو ناحق اپنے وطنوں سے نکالے گئے۔ ان کا گناہ بجز اس کے اَور کوئی نہ تھا کہ اُنہوں نے کہا کہ ہمارا ربّ اللہ ہے۔ یہ وہ آیت ہے جس سے اسلامی جنگوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ پھر جس قدر رعایتیں اسلامی جنگوں میں دیکھو گے ممکن نہیں کہ مُوسوی یا یشوعی لڑائیوں میں اس کی نظیر مل سکے۔ موسوی لڑائیوں میں لاکھوں بے گناہ بچوں کا مارا جانا، بوڑھوں اور عورتوں کا قتل، باغات اور درختوں کا جلا کر خاک سیاہ کر دینا توریت سے ثابت ہے۔ مگر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باوصف یہ کہ ان شریروں سے وہ سختیاں اور تکلیفیں دیکھی تھیں جو پہلے کسی نے نہ دیکھی تھیں۔ پھر ان دفاعی جنگوں میں بھی بچوں کو قتل نہ کرنے، عورتوں اور بوڑھوں کو نہ مارنے، راہبوں سے تعلق نہ رکھنے اور کھیتوں اور ثمر دار درختوں کو'' (یعنی پھل والے درختوں کو) ''نہ جلانے اور عبادت گاہوں کے مسمار نہ کرنے کا حکم دیا جاتا تھا۔ اب مقابلہ کر کے دیکھ لو کہ کس کا پلّہ بھاری ہے۔''

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 72-71۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

تو جنگ میں جب آپ بھیجا کرتے تھے تو بڑی خاص ہدایات فرمایا کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود نے جو فرمایا اس کی مزید تفصیل ایک حدیث سے ملتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب جنگ کرتے یا کوئی بھی فوج جنگوں کے لئے بھیجتے تو اُن کو سختی سے یہ حکم دیتے کہ کوئی عورت نہ ماری جائے، بچے نہ مارے جائیں، بوڑھوں سے تعرض نہ کیا جائے، بوڑھوں کو نہ چھیڑا جائے۔

(کنزالعمال جزء 4 صفحہ 205 کتاب الجھاد / قسم الافعال، باب فی احکام الجھاد فصل فی الاحکام المتفرقۃ ۔ حدیث 11421)

درویشوں، راہبوں اور تارک الدنیا لوگوں کو کچھ نہ کہا جائے۔

(مسند الاحمد بن حنبل جلد اول صفحہ 768 مسند عبداللّٰہ بن عباس حدیث نمبر 2728)

کسی کو آگ سے نہ جلایا جائے۔

(سنن الترمذی کتاب السیر باب 20/20 حدیث 1571)

کسی جانور کو قتل نہ کیا جائے، کسی درخت کو نہ کاٹا جائے، اپنے مخالفوں کی طرح کسی دشمن مقتول کے ناک کان نہ کاٹے جائیں۔ پھر جب فتح ہو جاتی تو پھر یہ اعلان فرماتے کہ کسی زخمی کو قتل نہیں کرنا۔

(کنزالعمال جزء 4 صفحہ 205 کتاب الجھاد / قسم الافعال، باب فی احکام الجھاد فصل فی الاحکام المتفرقۃ ۔ حدیث 11419، 11420، 11421)

کسی بھاگنے والے کا زیادہ تعاقب نہیں کرنا۔

(صحیح بخاری کتاب الجھاد و السیر باب من رأی العدو فنادی باعلی صوتہ......الخ۔ حدیث 3041)

پھر قیدیوں کے بارے میں فرماتے کہ ان سے حسن سلوک کرو۔ چنانچہ جنگِ بدر کے قیدی خود کہتے ہیں کہ خدا کی قسم مسلمان خود پیدل چلتے اور ہمیں سوار کرتے۔ خود بھوکے رہتے لیکن ہمیں کھانا کھلاتے۔ خود پیاسے رہتے مگر ہمیں پانی پلاتے۔

(کتاب المغازی للواقدی جزء اول صفحہ 117-116 "بدر القتال")

تو اسلام کو جنگجو اور دہشت گرد مذہب قرار دینے والے ذرا سوچیں، کیا جنگجو مذہب اس قسم کی ہدایات دیا کرتے ہیں۔ چند لوگوں کے یا چند تنظیموں کے اپنے مفاد کو (-) کی تعلیم کا نام نہ دیا جائے۔ آج کی اس دنیا میں جب انسان اپنے آپ کو بہت زیادہ مہذب سمجھتا ہے اور سلجھا ہوا سمجھتا ہے لیکن کیا ان اعلیٰ اقدار کا مظاہرہ نظر آتا ہے۔ اب دیکھ لیں کہ جب ہوائی جہازوں سے بم برسائے جا رہے ہوتے ہیں یا توپوں کے گولے شہری آبادیوں پر داغے جا رہے ہوتے ہیں تو کس قدر معصوموں کا اور بچوں کا خون ہو رہا ہوتا ہے۔ اگر کوئی دہشت گرد ہے بھی تو کر کوئی رہا ہوتا ہے اور بھر کوئی رہا ہوتا ہے۔ اب دیکھ لیں کہ جن علاقوں میں

بدامنی ہے، اخباروں میں روزانہ آتا ہے کہ وہاں بوڑھوں، عورتوں اور بچوں کے جنازے اُٹھ رہے ہوتے ہیں۔ تو پھر یہ کون سی حسین تعلیم ہوئی۔

حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں کہ قرآنِ کریم میں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: ’’مَنْ قَتَلَ نَفْسًا ...... (سورۃ المائدہ:33) یعنی جس شخص نے ایسے شخص کو قتل کیا کہ اُس نے کوئی ناحق کا خون نہیں کیا تھا یا کسی ایسے شخص کو قتل کیا جو نہ بغاوت کے طور پر امنِ عامہ میں خلل ڈالتا تھا اور نہ زمین میں فساد پھیلاتا تھا تو اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا۔ یعنی بے وجہ ایک انسان کو قتل کر دینا خدا کے نزدیک ایسا ہے کہ گویا تمام بنی آدم کو ہلاک کر دیا‘‘۔ فرمایا کہ ’’ان آیات سے ظاہر ہے کہ بے وجہ کسی انسان کا خون کرنا کس قدر (-) میں جرمِ کبیر ہے۔‘‘

(چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 394)

پھر حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں کہ:

’’جو شخص ہمدردی کو چھوڑتا ہے وہ دین کو چھوڑتا ہے۔ قرآنِ شریف فرماتا ہے مَنْ قَتَلَ ...... (سورۃ المائدہ:33) یعنی جو شخص کسی نفس کو بلاوجہ قتل کر دیتا ہے وہ گویا ساری دنیا کو قتل کرتا ہے‘‘۔ فرمایا ’’ایسا ہی مَیں کہتا ہوں کہ اگر کسی شخص نے اپنے بھائی کے ساتھ ہمدردی نہیں کی تو اس نے ساری دنیا کے ساتھ ہمدردی نہیں کی۔‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 271)

حدیث میں ایک روایت ہے۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے بھائی ابوعزیز بن عمیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بدر کی لڑائی میں مَیں بھی مسلمانوں کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کیونکہ قیدیوں سے حسنِ سلوک کرنے کا حکم تھا تو کہتے ہیں کہ مَیں انصار کے کچھ لوگوں کے پاس تھا۔ اُن لوگوں کا حال یہ تھا کہ دوپہر اور شام کا کھانا جب لاتے تو خود کھجور کھا لیتے اور مجھے روٹی کھلاتے۔

(السیرة النبویة لابن ھشام صفحہ ذکر رؤیا عاتکة بنت عبدالمطلب/مقتل النضر و عقبة صفحہ 439)

حالت ایسی تھی کہ پوری طرح کھانا تو میسر نہیں تھا، جو تھوڑا بہت میسر آتا تھا وہ قیدیوں کو لا دیتے تھے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں سے اچھا برتاؤ کرنے کی نصیحت فرمائی ہوئی تھی۔

پھر حَسن بن اَسود بیان کرتے ہیں کہ ایک غزوہ کے موقع پر مقتولین میں کچھ بچوں کی نعشیں بھی پائی گئیں۔ آنحضورؐ کو جب پتہ چلا تو آپ نے فرمایا کہ یہ کون لوگ ہیں جنہوں نے جنگجو مَردوں کے ساتھ معصوم بچوں کو بھی قتل کر ڈالا۔ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ! وہ مشرکوں کے بچے ہی تو تھے۔ نبی کریمؐ نے فرمایا آج تم میں سے جو بہترین لوگ ہیں وہ بھی کل مشرکوں کے بچے ہی تو تھے۔ (تم لوگ جو آج اسلام لے آئے ہو، کل تک تم بھی تو مشرکوں کے بچے ہی تھے۔) یاد رکھو کہ کوئی بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو نیک فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ اُس کی یہ کیفیت اُس وقت تک باقی رہتی ہے جب تک وہ بولنا سیکھتا ہے۔ اس کے بعد اُس کے ماں باپ اُسے یہودی یا عیسائی بنا دیتے ہیں۔

(مصنف ابن ابی شیبة جزء 7 صفحہ 656۔ کتاب الجھاد باب من ینھی عن قتلہ فی دار الحرب)

نصیحت کرنے کا مقصد یہ تھا کہ بچوں کو اس لئے قتل کرنا کہ وہ مشرکوں کے بچے ہیں، سخت گناہ ہے۔

تو دیکھیں یہ حسین تعلیم ہے جو...... پیش کرتا ہے اور اس پر عمل کرتا رہا ہے اور جماعت احمدیہ بھی اب اس پر عمل کرنے کا دعویٰ کرتی ہے اور کر رہی ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود کی آمد کے بعد سے جماعت احمدیہ کا مؤقف ہی یہ ہے کہ اب کسی قسم کا جو تلوار کا جہاد ہے وہ حرام ہو چکا ہے۔ لیکن یہ بچوں کا قتل اور یہ وہ باتیں جو میں نے بیان کیں۔ آج کی دنیا میں دیکھ لیں تو یہ مہذب کہلانے والے جب جنگیں کر رہے ہوتے ہیں تو یہ سب کچھ وہ خود بھی کر رہے ہیں۔

پھر آزادیٔ ضمیر کی اور آزادیٔ مذہب کی جو (-) نے اجازت دی ہے، وہ کسی اور مذہب میں اس طرح نہیں۔

اس کے لئے مَیں یہ روایت بیان کرتا ہوں جو یہ سمجھنے کے لئے کافی ہے کہ مخالفین کے بعض گروہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رعایا بن جانے کے باوجود اپنے پرانے مذہب پر قائم رہنا چاہتے تھے۔ اس لئے اُن کے دل میں یہ سوال پیدا ہوا کہ اب ان کا کیا بنے گا۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مطالبہ ہی یہ تھا کہ ہر انسان کو یہ حق حاصل ہونا چاہئے کہ وہ جو مذہب چاہے اختیار کر لے۔ مخالف گروہ چونکہ آپ کے اس مطالبہ کو تسلیم نہیں کرتے تھے۔ اس لئے مخالفین کو یہ خیال تھا۔ گو اسلام کی تعلیم تو یہی ہے لیکن خود اُن کا عمل کیونکہ یہ نہیں تھا اور مسلمانوں پر وہ زبردستی کیا کرتے تھے اس لئے اُن کو خوف پیدا ہو رہا تھا۔ اس لئے جب وہ مخالفین خود مغلوب ہو گئے اور جب مسلمانوں نے اُن پر غلبہ پا لیا تو پھر اُن میں خوف پیدا ہوا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی خفت مٹانے کے لئے ایک بار اُنہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ جس اصول کو منوانے کے لئے مَیں تم سے لڑا ہوں، اُسے تمہاری مخالفت کی وجہ سے ترک نہیں کیا جائے گا۔ بیشک تم نے اپنی ظالمانہ ذہنیت کے ماتحت ایک غلط روش اختیار کی تھی لیکن حق ہر حال میں قائم رہے گا۔ جاؤ تم پر کوئی گرفت نہیں۔ تم میں سے ہر ایک مذہب کے بارہ میں آزاد ہے۔ تم ہمارے ذمّی ہو۔ اللہ اور اُس کے رسول تمہاری ہر قسم کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں۔ تو یہ ہے آزادیٔ مذہب۔

حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں کہ اسلام پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ جبر سے پھیلا تو فرمایا:

’’مَیں نہیں جانتا کہ ہمارے مخالفوں نے کہاں سے اور کس سے سن لیا کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ خدا تو قرآنِ شریف میں فرماتا ہے۔ لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ (البقرہ:257)۔ یعنی دین اسلام میں جبر نہیں۔ تو پھر کس نے جبر کا حکم دیا اور جبر کے کون سے سامان تھے۔ اور کیا وہ لوگ جو جبر سے مسلمان کئے جاتے ہیں اُن کا یہی صدق اور یہی ایمان ہوتا ہے کہ بغیر کسی تنخواہ پانے کے، باوجود دو تین سو آدمی ہونے کے ہزاروں آدمیوں کا مقابلہ کریں اور جب ہزار تک پہنچ جاویں تو کئی لاکھ دشمن کو شکست دے دیں۔ اور دین کو دشمن کے حملہ سے بچانے کے لئے بھیڑوں بکریوں کی طرح سر کٹا دیں۔ اور اسلام کی سچائی پر اپنے خون سے مہریں کر دیں۔ اور خدا کی توحید کے پھیلانے کے لئے ایسے عاشق ہوں کہ درویشانہ طور پر سختی اُٹھا کر افریقہ کے ریگستان تک پہنچیں اور اس ملک میں اسلام کو پھیلا دیں اور پھر ہر یک قسم کی صعوبت اُٹھا کر چین تک پہنچیں۔ نہ جنگ کے طور پر بلکہ محض درویشانہ طور پر‘‘۔ (ان جگہوں پر جنگ سے نہیں گئے بلکہ درویشانہ طور پر گئے۔ مبلغ بن کر گئے) ’’اور اس ملک میں پہنچ کر دعوتِ اسلام کریں۔ ......تم اِیماناً کہو کہ کیا یہ کام اُن لوگوں کا ہے جو جبراً مسلمان کئے جاتے ہیں؟ جن کا دل کافر اور زبان مومن ہوتی ہے؟ نہیں۔ بلکہ یہ اُن لوگوں کے کام ہیں جن کے دل نورِ ایمان سے بھر جاتے ہیں اور جن کے دلوں میں خدا ہی خدا ہوتا ہے‘‘۔

(پیغام صلح، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 469-468)

پھر حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں کہ:

’’تمام سچے مسلمان جو دنیا میں گزرے ہیں، کبھی اُن کا عقیدہ یہ نہیں ہوا کہ اسلام کو تلوار سے پھیلانا چاہئے بلکہ ہمیشہ اسلام اپنی ذاتی خوبیوں کی وجہ سے دنیا میں پھیلا ہے۔ پس جو لوگ مسلمان کہلا کر صرف یہی بات جانتے ہیں کہ اسلام کو تلوار سے پھیلانا چاہئے وہ اسلام کی ذاتی خوبیوں کے معترف نہیں ہیں اور ان کی کارروائی درندوں کی کارروائی سے مشابہ ہے‘‘۔

فرمایا ’’قرآنِ کریم میں صاف حکم ہے کہ دین کے پھیلانے کے لئے تلوار مت اُٹھاؤ اور دین کی ذاتی خوبیوں کو پیش کرو اور نیک نمونوں سے اپنی طرف کھینچو اور یہ مت خیال کرو کہ ابتدا میں (-) میں تلوار کا حکم ہوا، کیونکہ وہ تلوار دین کو پھیلانے کے لئے نہیں کھینچی گئی تھی بلکہ دشمنوں کے حملوں سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے اور یا امن قائم کرنے کے لئے کھینچی گئی تھی۔ مگر دین کے لئے جبر کرنا کبھی مقصد نہ تھا‘‘۔

(ستارہ قیصریہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 121-120)

اسلام کی رواداری کے اعلیٰ معیار کیا تھے؟ اس کی مثال دیتا ہوں۔

جب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نجران کا عیسائی وفد آیا تو وہ لوگ عصر کے بعد مسجدِ نبوی میں آئے اور گفتگو کرتے رہے۔ گفتگو کرتے کرتے ان کی عبادت کا وقت آ گیا۔ غالباً اتوار کا دن ہوگا۔ چنانچہ وہ وہیں مسجد میں اپنے طریق کے مطابق عبادت کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ لوگوں نے، مسلمان صحابہ نے اُس وقت چاہا کہ اُنہیں روک دیں۔ مگر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا مت کرو۔ چنانچہ انہوں نے اسی جگہ مشرق کی طرف منہ کیا اور اپنے طریق کے مطابق عبادت کی۔

(السیرة النبویة لابن ھشام صفحہ 396 امر السید و العاقب و ذکر المباھلة/صلاتھم الی المشرق)

پھر فتح مکہ کا واقعہ ہے کہ طائف سے بنوثقیف کا ایک وفد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اُن کے لئے مسجد میں خیمے نصب کرائے اور وہاں اُن کو ٹھہرایا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ پلید مشرک قوم ہے، مسجد میں ان کا ٹھہرانا مناسب نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ارشادِ الٰہی: اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ میں دل کی طرف اشارہ ہے۔ جسموں کی ظاہری گندگی مراد نہیں اور نہ کوئی انسان ان معنوں میں پلید ہے۔ کیونکہ سب انسان پاک ہیں اور وہ ہر مقدس جگہ میں بلا روک ٹوک جا سکتے ہیں۔

(احکام القرآن للجصاص جلد 4 صفحہ 279 سورة التوبة زیر آیت ما کان للمشرکین ان یعمروا مساجد اللّٰہ ...... بحوالہ المکتبة الشاملة cd)

اب انسان کون کون سے واقعات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کرے۔

ایک اور واقعہ بیان کرتا ہوں۔ اس کے سننے کے بعد تو کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ انسان کہے کہ اسلام جبر سے پھیلا ہے یا جبر کا حکم دیتا ہے۔

صفوان بن امیہ مشرکینِ مکہ کے اُن سرداروں میں سے تھا جو عمر بھر مسلمانوں سے لڑائیاں کرتے رہے۔ فتح مکہ کے موقع پر اُس نے عکرمہ کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے اعلانِ امن کے باوجود خالد بن ولید کے دستے پر حملہ کیا لیکن پھر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے لئے کوئی خاص سزا کا اعلان نہیں فرمایا۔ مکّہ فتح ہونے کے بعد عکرمہ بھی اور یہ لوگ بھی خوفزدہ تھے، شرمندہ بھی تھے تو یمن کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے۔ کیونکہ صفوان اپنے جرائم سے خوب واقف تھا اور اس کا یہ خیال تھا کہ اس کی معافی کی کوئی صورت نہیں ہے۔ تو اُس کے چچا حضرت عمیر بن وہب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ نے تو ہر کالے گورے کو اَمان دے دی ہے۔ اپنے چچازاد بھائی کا بھی خیال رکھیں، اُس کو بھی معاف کر دیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ٹھیک ہے معاف کیا۔ اس بات پر وہ صفوان کے پاس گئے اور اُس کو معافی کی خبر دی۔ وہ یمن کی طرف جا رہا تھا، راستے میں پکڑ لیا۔ تو اُس کو یقین نہیں آتا تھا کہ میری معافی ہو سکتی ہے۔ اُس کے کرتوت ایسے تھے کہ جو بظاہر ناقابل معافی تھے۔ وہ حضرت عمیرؓ کو کہہ رہے تھے کہ جھوٹ بول رہے ہو، پرے ہٹ جاؤ، میری نظروں سے دُور ہو جاؤ۔ مجھے کس طرح معافی مل سکتی ہے؟ مجھے تو مسلمانوں سے اپنی جان کا خطرہ ہے۔ حضرت عمیرؓ نے اُسے سمجھایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے تصور سے بھی کہیں بہت زیادہ احسان کرنے والے ہیں۔ اور حلیم اور کریم ہیں اور اُن کی عزت تمہاری عزت اور اُن کی حکومت تمہاری حکومت ہے۔ اس یقین دہانی پر صفوان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آتے ہی پہلا سوال یہ کیا کہ کیا آپ نے مجھے امان دی ہے۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں مَیں نے تمہیں اَمان دی ہے۔ پھر صفوان نے عرض کیا کہ مجھے دو ماہ کی مہلت دیں کہ اپنے مذہب پر قائم رہوں۔ (یعنی میں اسلام نہیں لاؤں گا) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دو ماہ کی مہلت مانگتے ہو مَیں

تمہیں چار مہینے کی مہلت دیتا ہوں۔تو یوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلیٰ درجہ کا جو حسن سلوک تھا اور جو خُلقِ عظیم تھا، اُس کی ایک شاندار مثال قائم فرمائی۔تو یہ جو مہلت اُس کو دی گئی تھی، اُس نے جب (اس میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حسنِ سلوک اور آپؐ کی سخاوت دیکھی تو وہ چند دن کے بعد ہی مسلمان ہو گیا اور اُس کا واقعہ بھی اس طرح ہوا کہ محاصرہ طائف سے واپسی پر جب حضور ایک وادی کے پاس سے گزرے۔تو یہ صفوان بھی ساتھ تھا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مال ریوڑ وغیرہ وہاں اُس وادی میں چَر رہے تھے۔سو صفوان حیران ہو کر اور بڑی لالچ سے اُس ریوڑ کو دیکھنے لگا۔تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کی نظر کو پہچان لیا اور فرمایا کہ اے صفوان! کیا یہ جانور تجھے بہت اچھے لگ رہے ہیں۔اُس نے کہا ہاں۔آپ نے فرمایا جاؤ یہ سب تمہیں بخش دیئے۔صفوان بے اختیار کہہ اُٹھا کہ خدا کی قسم! اتنی بڑی عطا اتنی خوشدلی سے سوائے نبی کے کوئی نہیں کر سکتا اور اُسی وقت کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

(السيرة الحلبية وهو الكتاب المسمى انسان العيون فی سيرة الامين والمأمون۔ جلد 3صفحه 135۔ باب ذكر مغازيه ﷺ/فتح مكة شرفها الله تعالى)

تو یہ (-) تعلیم کے وہ اعلیٰ معیار، وہ نظارے ہیں جو اس زمانے میں دوبارہ حضرت اقدس مسیح موعود نے ہمیں سکھائے اور ان پر عمل کرنے کی تلقین فرمائی تاکہ تمام دنیا میں محبت، رواداری اور بھائی چارے کی فضا پیدا ہو جائے اور قائم ہو جائے اور انشاء اللہ تعالیٰ اسی عزم کے ساتھ جماعت احمدیہ ساری دنیا میں پیغام پہنچا رہی ہے۔

تو یہ (-) تعلیم کے وہ چند پہلو ہیں جن کا مَیں نے مختصراً ذکر کیا ہے۔اور بہت سارے پہلو ہیں جن کی مثالیں دی جا سکتی ہیں لیکن وقت کے لحاظ سے اتنا ہی بیان کر سکتا تھا۔اور یہ وہ چند پہلو ہیں جن کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ تلقین کی اور اپنے عمل سے ان پر عمل پیرا ہو کر دکھایا۔ جیسا کہ مَیں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ان اعلیٰ اقدار اور اخلاق سے بھری پڑی ہے لیکن وقت کی رعایت کی وجہ سے مَیں بیان نہیں کر سکتا اور ان اعلیٰ اخلاق اور اقدار کی مثالیں ہمیں صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں ہی نظر نہیں آتیں بلکہ آپ کی قوتِ قدسی اور تربیت کا اثر یہ تھا کہ یہ اعلیٰ اخلاق اور یہ اعلیٰ معیار آپؐ کے صحابہ میں بھی پائے جاتے تھے۔اس لحاظ سے مَیں توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ایک احمدی کا عمل بھی اپنے آقا و مطاع صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں یہی ہونا چاہئے اور ہر غیر جو دیکھنے والا ہے وہ احمدی کو دیکھ کر یہ کہے کہ (-) کا اصل، صحیح اور ٹھیٹھ نمونہ اگر دیکھنا ہے تو ان احمدیوں میں دیکھو۔ان احمدیوں میں تلاش کرو۔

حضرت اقدس مسیح موعود کی جو ہم سے توقعات ہیں اور جیسا وہ ہمیں دیکھنا چاہتے ہیں، اس کے بارے میں آپ کے الفاظ میں کچھ بیان کرتا ہوں۔اور ہر احمدی کی کوشش ہونی چاہئے کہ وہ ان پر عمل کرے۔ حضور فرماتے ہیں کہ:

''سوا اے دوستو! اس اصول کو محکم پکڑو۔ ہر ایک قوم کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ۔نرمی سے عقل بڑھتی ہے اور بردباری سے گہرے خیال پیدا ہوتے ہیں اور جو شخص یہ طریق اختیار نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اگر کوئی ہماری جماعت میں سے مخالفوں کی گالیوں اور سخت گوئی پر صبر نہ کر سکے تو اس کا اختیار ہے کہ عدالت کے رُو سے چارہ جوئی کرے۔مگر یہ مناسب نہیں ہے کہ سختی کے مقابل سختی کر کے کسی مفسدہ کو پیدا کریں''۔ (یعنی سختیوں کی وجہ سے کوئی فساد پیدا کرے) ''یہ تو وہ وصیّت ہے جو ہم نے اپنی جماعت کو کر دی۔اور ہم ایسے شخص سے بیزار ہیں اور اس کو اپنی جماعت سے خارج کرتے ہیں جو ان پر عمل نہ کرے''۔

(کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 17)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ:

''میں دیکھتا ہوں کہ بہت سے ہیں جن میں اپنے بھائیوں کے لئے کچھ بھی ہمدردی نہیں۔اگر ایک بھائی بھوکا مرتا ہو تو دوسرا توجہ نہیں کرتا اور اس کی خبر گیری کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ یا اگر وہ کسی اور قسم کی مشکلات میں ہے تو اتنا نہیں کرتے کہ اُس کے لئے اپنے مال کا کوئی حصہ خرچ کریں۔ حدیث شریف میں ہمسایہ کی خبر گیری اور اس کے ساتھ ہمدردی کا حکم آیا ہے بلکہ یہاں تک بھی ہے کہ اگر تم گوشت پکاؤ تو شوربا زیادہ کر لو تا کہ اُسے بھی دے سکو۔اب کیا ہوتا ہے اپنا ہی پیٹ پالتے ہیں لیکن اُس کی کچھ پروا نہیں۔ یہ مت سمجھو کہ ہمسایہ سے اتنا ہی مطلب ہے جو گھر کے پاس رہتا ہو بلکہ جو تمہارے بھائی ہیں وہ بھی ہمسایہ ہی ہیں، خواہ وہ سو کوس کے فاصلے پر بھی ہوں''۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 215)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ''بندوں پر رحم کرو اور ان پر زبان یا ہاتھ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو اور مخلوق کی بھلائی کی کوشش کرتے رہو اور کسی پر تکبر نہ کرو گو اپنا ماتحت ہو اور کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو۔غریب اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ تا قبول کئے جاؤ۔...... بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو، نہ اُن کی تحقیر اور عالِم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو، نہ خود نمائی سے اُن کی تذلیل اور امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو، نہ خود پسندی سے اُن پر تکبر۔ہلاکت کی راہوں سے ڈرو''۔

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 12-11)

پھر آپ نے اپنی جماعت کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا کہ:

''چاہئے کہ کسی مذہب اور کسی قوم اور کسی گروہ کے آدمی کو نقصان رسانی کا ارادہ مت کرو اور ہر ایک کے لئے سچے ناصح بنو اور چاہئے کہ شریروں اور بدمعاشوں اور مفسدوں اور بدچلنوں کو ہرگز تمہاری مجلس میں گزر نہ ہو اور نہ تمہارے مکانوں میں رہ سکیں کہ وہ کسی وقت تمہاری ٹھوکر کا موجب ہوں گے''۔

فرمایا ''یہ وہ امور اور وہ شرائط ہیں جو مَیں ابتدا سے کہتا چلا آیا ہوں۔ میری جماعت میں سے ہر ایک فرد پر لازم ہو گا کہ ان تمام وصیتوں کے کاربند ہوں اور چاہئے کہ تمہاری مجلسوں میں کوئی ناپاکی اور ٹھٹھے اور ہنسی کا مشغلہ نہ ہو اور نیک دل اور پاک طبع اور پاک خیال ہو کر زمین پر چلو اور یاد رکھو کہ ہر ایک شر مقابلہ کے لائق نہیں ہے۔اس لئے لازم ہے کہ اکثر اوقات عفو اور درگزر کی عادت ڈالو اور صبر اور حلم سے کام لو اور کسی پر ناجائز طریق سے حملہ نہ کرو اور جذباتِ نفس کو دبائے رکھو اور اگر بحث کرو یا کوئی مذہبی گفتگو ہو تو نرم الفاظ اور مہذبانہ طریق سے کرو اور اگر کوئی جہالت سے پیش آوے تو سلام کہہ کر ایسی مجلس سے جلد اُٹھ جاؤ''۔ پھر فرمایا کہ ''تم پنجوقتہ نماز اور اخلاقی حالت سے شناخت کئے جاؤ گے اور جس میں بدی کا بیج ہے وہ اس نصیحت پر قائم نہیں رہ سکے گا''۔

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 221 اشتہار بعنوان ''اپنی جماعت کو متنبہ کرنے کے لیے ایک ضروری اشتہار'' اشتہار نمبر 191 مطبوعہ ربوہ)

آپ (-) سے بھی، اپنوں سے بھی، غیروں سے بھی، دوسرے مذہب والوں سے بھی ہمدردی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

''پس مخلوق کی ہمدردی ایک ایسی شئے ہے کہ اگر انسان اُسے چھوڑ دے اور اُس سے دُور ہوتا جاوے تو رفتہ رفتہ پھر وہ درندہ ہو جاتا ہے۔انسان کی انسانیت کا یہی تقاضا ہے اور وہ اُسی وقت تک انسان ہے جب تک اپنے دوسرے بھائی کے ساتھ مروت، سلوک اور احسان سے کام لیتا ہے۔اور اس میں کسی قسم کی تفریق نہیں ہے''۔فرمایا کہ ''یاد رکھو ہمدردی کا دائرہ میرے نزدیک بہت وسیع ہے۔ کسی قوم اور فرد کو الگ نہ کرے۔ میں آجکل کے جاہلوں کی طرح یہ نہیں کہنا چاہتا کہ تم اپنی ہمدردی کو صرف (-) سے ہی مخصوص کرو۔نہیں۔مَیں کہتا ہوں کہ تم خدا تعالیٰ کی ساری مخلوق سے ہمدردی کرو خواہ وہ کوئی ہو۔ ہندو ہو یا (-) ہو یا کوئی اَور۔مَیں کبھی ایسے لوگوں کی باتیں پسند نہیں کرتا جو ہمدردی کو صرف اپنی ہی قوم سے مخصوص کرنا چاہتے ہیں۔...... یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ نیکی کو بہت پسند کرتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اس کی مخلوق سے ہمدردی کی جاوے۔ اگر وہ بدی کو پسند کرتا تو بدی کی تاکید کرتا۔مگر اللہ تعالیٰ کی شان اس سے پاک ہے۔سبحانہٗ تعالیٰ شانہٗ''۔ پھر فرمایا ''پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو یاد رکھو کہ تم ہر شخص سے خواہ وہ کسی مذہب کا ہو، ہمدردی کرو اور بلا تمیز ہر ایک سے نیکی کرو کیونکہ یہی قرآن شریف کی تعلیم ہے۔ وَيُطْعِمُوْنَ ...... (الدھر:9)'' فرمایا کہ ''وہ اسیر اور قیدی جو آتے تھے اکثر کفار ہی ہوتے تھے۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 216 تا 219)

تو یہ وہ خوبصورت تعلیم ہے جو حضرت اقدس مسیح موعود ہمیں دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت اقدس مسیح موعود کی نصائح پر عمل کرنے والا بنائے۔ہمیں صحیح معنوں میں عباد الرحمٰن بننے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم میں سے ہر ایک ہر وقت خدمت خلق اور خدمتِ انسانیت کے لئے تیار ہو۔اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔اللہ تعالیٰ تمام دنیا کو انسانی زندگی کی اہمیت کا احساس دلائے اور دنیا میں امن، سلامتی اور بھائی چارے کی فضا پیدا ہو۔

قادیان میں جو لوگ اس وقت جلسہ سننے کے لئے آئے ہوئے ہیں، بیٹھے ہوئے ہیں، (رابطہ تو ٹھیک ہے۔) اب اُن کے لئے اللہ تعالیٰ اُن سب شاملین کو ویسے تو اس وقت ایم ٹی اے کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا میں ہر جگہ لوگ جلسہ میں شامل ہیں لیکن اس وقت جو قادیان میں لوگ موجود ہیں اللہ تعالیٰ سب کو) جلسہ کی برکات سے فیضیاب فرمائے اور ان تین دنوں میں دیارِ مسیح میں پہنچ کر جن روحانی فیوض سے ان سب نے فیض حاصل کیا ہے، اللہ تعالیٰ اُن کی نسلوں میں بھی یہ فیض ہمیشہ جاری رکھے اور ان دنوں میں وہاں آئے ہوئے لوگوں کو جو دعاؤں کی توفیق ملی ہے، شاملین کو جو دعاؤں کی توفیق ملی ہے، اللہ تعالیٰ اُنہیں قبول فرمائے۔ اللہ تعالیٰ اُن سب شاملین کو حضرت اقدس مسیح موعود کی جلسہ میں شامل ہونے والوں کے لئے جو دعائیں ہیں، اُن کا وارث بنائے اور آپ سب کو (-) اور احمدیت کی پیاری تعلیم کو، اس امن پسند تعلیم کو دنیا میں پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم تک پہنچائی اور جس پر (-) کو عمل کرنے کی نصیحت فرمائی اور توقع فرمائی۔ اللہ تعالیٰ سب شاملینِ جلسہ کو جو اس وقت قادیان میں موجود ہیں، خیر و عافیت سے اپنے گھروں میں لے جائے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ خیریت سے اپنے گھروں کو پہنچیں اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ اُن کی حفاظت فرماتا رہے۔

اب دعا ہو گی لیکن ایک چھوٹی سی بات اور مَیں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ گزشتہ دنوں ایران میں ایک خوفناک زلزلہ آیا ہے اور بڑی تباہی پھیلی ہے۔ ہمدردی کا تقاضا یہ ہے کہ اُن کے لئے دعائیں بھی کی جائیں اور مالی مدد بھی۔ میرا خیال ہے کہ مختلف ملکوں میں بہرحال کوئی ایسے طریقہ کار رائج ہوئے ہوں گے جو مدد اُن تک پہنچ سکے۔تو ہر ملک میں جو امراء ہیں وہ اپنے اپنے حالات کے مطابق جائزہ لے کر کوئی لائحہ عمل تجویز کریں اور ان لوگوں کی، آفت زدہ لوگوں کی، خدمت کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

اس موقعہ پر حضور انور نے منتظمین سے استفسار فرمایا کہ اس کے بعد تو کوئی رپورٹ نہیں آئی؟ ایم ٹی اے کی کوالٹی اور تعداد کے بارے میں تو کوئی رپورٹ نہیں؟ پھر فرمایا:

ان کی تعداد کی پہلی رپورٹ یہ تھی کہ لوگ آ رہے ہیں۔اس کے مطابق اُن کا اندازہ تھا کہ اللہ کے فضل سے پچاس ہزار تک حاضری پہنچ جائے گی۔اب پہنچی ہے یا نہیں، بہرحال ابھی تک اس کی رپورٹ نہیں آئی۔ لیکن جو بھی ہے قادیان کے لحاظ سے یہ بہت بڑی تعداد ہے اور الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا جتنا ہے، جو پریس ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ کو بڑی کوریج دے رہا ہے اور سات ٹی وی چینلز بھی جلسہ کی کوریج دے رہے ہیں، الحمد للہ اور وہاں کے منسٹر اور دوسرے جو اچھے لوگ ہیں وہ بھی جلسہ میں خود حاضر ہوئے یا پیغامات پہنچائے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ ان سب کو جزا دے جو کھلے دل سے مذہب کی تفریق کے بغیر انسانیت کے جذبے سے کام کرنے والے ہیں۔اب دعا کر لیں۔

بقیہ از صفحہ 1 خلاصہ خطبہ جمعہ 20 جون 2014ء

ہی طرۂ امتیاز ہے۔ ہنگری سے آنے والے مہمان نے کہا کہ جماعت محبت و پیار اور رضا کارانہ خدمت کرنے میں بہت آگے ہے، اتفاق و اتحاد بہت واضح نظر آتا ہے۔ بیعت کی تقریب دل کھینچنے والا اور موہ لینے والا نظارہ تھا، جماعت کے افراد اپنے خلیفہ سے بے حد محبت کرتے ہیں۔ یہ محبت بے لوث اور خالص محسوس ہوتی ہے، کیونکہ اس میں کچھ بناوٹ، تصنع اور تکلف نہیں لگا۔ کسووو کے ایک مہمان نے کہا کہ ایسا عظیم الشان جلسہ کا انعقاد صرف جماعت احمدیہ کی ہی خوبی ہے جس میں صرف امن، محبت، پیار اور رواداری ہو۔ حضور انور نے فرمایا کہ جلسہ جرمنی کے تیسرے روز تقریب بیعت میں 19 قوموں کے 83 لوگوں کو بیعت کرنے کی توفیق ملی۔ حضور انور نے بیعت کرنے والوں کے بعض ایمان افروز واقعات بیان فرمائے۔ فرمایا کہ بہرحال ہر ایک اچھا اثر لے کر گیا۔ پریس اور میڈیا نے بھی کافی کوریج دی ہے۔ بیوت الذکر کے افتتاح اور جلسہ سالانہ سے متعلق 60 سے زائد رپورٹس مختلف ٹی وی چینلز پر نشر ہوئیں۔ علاوہ ازیں اخبارات اور 4 ریڈیو سٹیشنز پر بھی اس جلسہ اور بیوت الذکر کی افتتاحی تقاریب کی تشہیر ہوئی۔ وہاں جماعت کے اندازہ کے مطابق الیکٹرونک اور پرنٹ میڈیا کے ذریعہ مجموعی طور پر 3 کروڑ 70 لاکھ افراد تک پیغام پہنچا ہے۔ پس یہ باتیں اللہ تعالیٰ کی خاص تائید و نصرت کا اظہار کرتی ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ جہاں ہمیں جلسہ کی کامیابی پر اور خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والے افضال اور برکات پر خدا تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہئے وہاں ہمیں اپنی خامیوں، کمیوں اور کمزوریوں پر بھی نظر رکھنی چاہئے اور ہمیشہ خوب سے خوب تر اور پہلے سے بہتری کی طرف قدم بڑھانے چاہئیں۔ حضور انور نے امسال جلسہ سالانہ جرمنی میں ساؤنڈ سسٹم میں خرابی اور روٹی سے متعلق بعض شکایات کی نشاندہی فرمائی اور ان تمام کمیوں اور خامیوں کو ریڈ بک میں درج کرنے اور انہیں بار بار پڑھنے اور بہتری کی کوشش کرنے کی دوبارہ تاکید فرمائی۔ حضور انور نے اس ضمن میں عہدیداران، نیشنل عاملہ کے عہدیدار اور مرکزی کارکنان کو بطور خاص اس طرف جائزے لینے کی تاکید فرمائی۔ فرمایا کہ نیشنل عہدیداروں کو اپنے خولوں سے باہر آنے کی ضرورت ہے، اپنے آپ کو افسر نہ سمجھیں بلکہ خادم سمجھ کر جماعت کی خدمت کریں۔ جو کامیابیاں جماعت کو مل رہی ہیں انہیں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی طرف منسوب کریں، عاجزی و انکساری اور اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری میں بڑھنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ سب عہدیداروں میں یہ روح پیدا ہو جائے اور ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو پہلے سے بڑھ کر جذب کرنے والے ہوں۔ آمین

بقیہ از صفحہ 1 محترم عبدالوہاب صاحب کی وفات

پر تشریف لے گئے تو حضور انور نے آپ کو تین دن کے لئے ربوہ میں امیر مقامی مقرر فرمایا۔ بحیثیت مربی سلسلہ آپ 21/اکتوبر 1972ء کو انگلستان پہنچے جہاں آپ 4 دسمبر 1974ء تک بطور مربی سلسلہ فرائض انجام دیتے رہے۔ 5 دسمبر 1974ء سے وفات تک احمدیہ مشن گھانا کے انچارج اور امیر کی حیثیت سے دعوت الی اللہ میں سرگرم عمل رہے۔

آپ خلافت احمدیہ کے ساتھ انتہائی محبت کرنے والے اور شیدائی تھے۔ آپ نے خدا تعالیٰ کے فضل سے چار خلفاء سلسلہ کا زمانہ پایا۔ آپ خلفاء وقت کے مطیع، فرمانبردار اور وفادار سپاہی کی حیثیت سے خدمات بجالاتے رہے۔ آپ مغربی افریقہ اور افریقہ کے دیگر علاقوں میں ایک بااثر شخصیت سمجھے جاتے تھے۔ آپ کو گھانا کے سابق اور موجودہ سربراہان سے ملاقات کا موقع ملا، ان ملاقاتوں میں ان کو قرآن کریم اور جماعتی کتب بھی پیش کیا کرتے تھے۔ مزید برآں گھانا میں مقیم مختلف ممالک کے سفارتکاروں، گھانا کی یونیورسٹیوں کے وائس چانسلرز، وزراء، ممبران پارلیمنٹ، پیرامونٹ چیفس، ججز اور مختلف شعبہ ہائے زندگی کی اہم شخصیات سے ملاقات کا موقع ملتا رہتا تھا۔ جن میں سے بعض کو قرآن کریم اور دیگر کتب سلسلہ بھی پیش فرمایا کرتے تھے۔ 1996ء کے جلسہ سالانہ انگلستان کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے آپ کی انکساری اور اطاعت کے بارے میں تعریفی کلمات ارشاد فرمائے۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ انگلستان کے دوسرے دن اپنے خطاب میں جماعت کی ترقیات کا ذکر کرتے ہوئے جماعت احمدیہ گھانا اور آپ کی کاوشوں کا ذکر فرماتے رہے ہیں۔

آپ کو گھانا میں انٹرنیشنل فیڈریشن نے ایمبیسڈر آف پیس کا اعزاز دیا۔ آپ نے ربوہ انگلستان، قادیان، گھانا اور امریکہ کے جلسہ ہائے سالانہ کے مواقع پر خطاب کرنے کا شرف بھی حاصل کیا۔ (آپ کی نماز جنازہ اور تدفین سے متعلق مزید تفصیلات بعد میں فراہم کی جائیں گی)

اللہ تعالیٰ جماعت کے اس مخلص اور فدائی خادم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین

الفضل میں اشتہار دے کر
اپنے کاروبار کو فروغ دیں

سولر پینلز اور ان کی اقسام

سولر پینل صرف بجلی بنانے والے نہیں ہوتے بلکہ ان کی مدد سے پانی وغیرہ بھی گرم کیا جاتا ہے۔ بجلی بنانے والے سولر پینل کو پی وی یعنی فوٹو وولٹیک پینل کہا جاتا ہے۔ سولر پینل دراصل سولر سیل کا مجموعہ ہوتا ہے، جس میں متعدد سولر سیل جوڑ کر ایک پینل تیار کیا جاتا ہے۔ سولر سیل کی عمومی عمر 20 سے 25 سال تک ہوتی ہے، لیکن یہ نہیں کہ ایک اس عرصے کے بعد سولر سیل کام کرنا چھوڑ دیتا ہے، بلکہ اس کی کارکردگی کسی حد تک کم ہو جاتی ہے، سولر سیل کی بنیادی طور پر تین اقسام ہیں، مونو کرسٹلائن سیل، پولی کرسٹلائن سیل اور تھن فلم/ ایمارفیس سیل۔

مونو کرسٹلائن

اس کا ایک سیل سیلیکون کے ایک کرسٹل سے تیار ہوتا ہے۔ یہ سیل عموماً کالے رنگ کا ہوتا ہے اور تھوڑی روشنی میں بھی کام کرتا ہے۔ مونو کرسٹلائن سیل پر پڑنے والی روشنی میں سے فیصد جذب کر کے اس سے بجلی بنا دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سولر سیل میں یہ سب سے مہنگا ہوتا ہے اور سب سے حساس بھی سمجھا جاتا ہے۔

مونو کرسٹلائن سولر سیل میں گرمی کی شدت برداشت کرنے کی کم طاقت ہوتی ہے اور عام طور پر 25 ڈگری سینٹی گریڈ درجہ حرارت تک اپنی مکمل کارکردگی دکھاتا ہے۔ درجہ حرارت کی یہ پیمائش ہر سولر پینل کے لئے مختلف ہو سکتی ہے اور سولر پینل پر این او سی ٹی یعنی نومینل آپریٹنگ سیل ٹمپریچر کی صورت میں لکھی ہوتی ہے۔

مونو کرسٹلائن سولر پینل کے کچھ سیل اگر زیادہ دیر تک روشنی میں ہوں اور اسی وقت میں کچھ سیل پر سایہ ہو، تو پھر سولر سیل جلد خراب ہونے کا خدشہ پیدا ہو جاتا ہے۔

پولی کرسٹلائن

اس کا ایک سیل سیلیکون کے بہت سے کرسٹلز کو ملا کر تیار کیا جاتا ہے۔ پولی کرسٹلائن سیل عام طور پر نیلے رنگ کا ہوتا ہے اور کہیں کہیں اس میں دوسرے رنگوں کی لہریں یا دھبے بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

پولی کرسٹلائن اپنے اوپر پڑنے والی روشنی میں سے تقریباً 15 فیصد جذب کر کے اس سے بجلی بناتا ہے اور یوں اگر اس سیل کی جسامت مونو کرسٹلائن جتنی ہو تو پھر مونو کرسٹلائن سیل کی نسبت یہ سیل کچھ کم بجلی پیدا کرے گا۔

پولی کرسٹلائن سیل کی قیمت مونو کرسٹلائن کے برابر یا کچھ کم ہوتی ہے۔ یہ سیل کچھ حساس ہوتا ہے اور مونو کرسٹلائن کی نسبت گرمی کی شدت بھی کچھ زیادہ برداشت کر سکتا ہے۔ پولی کرسٹلائن عام طور پر 45 ڈگری سینٹی گریڈ تک ٹھیک کام کرتا ہے، لیکن ہر سولر پینل کے لئے درجہ حرارت کی یہ پیمائش بہرحال مختلف ہو سکتی ہے۔ مونو کرسٹلائن کی طرح پولی کرسٹلائن کا بھی ایک وقت میں کچھ حصہ روشنی میں اور کچھ حصہ سائے میں ہو تو سیل خراب ہونے کا خدشہ ہوتا ہے۔

تھن فلم یا ایمارفیس سیل

یہ سیل عام طور پر سیاہ رنگ میں ہوتا ہے۔ تھن فلم سیل اپنے اوپر پڑنے والی روشنی میں سے 10 فیصد جذب کر کے اس سے بجلی تیار کرتا ہے اور یوں اپنے حجم کی مناسبت سے سب سے کم بجلی بناتا ہے۔

یہ سب سے سستا ہوتا ہے، لیکن اس میں گرمی کی شدت برداشت کرنے کی طاقت بھی سب سے زیادہ ہوتی ہے۔ اس سیل کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ مونو اور پولی کرسٹلائن کی طرح اگر اس کا کچھ حصہ ایک وقت میں روشنی میں اور کچھ حصہ سائے یا اندھیرے میں ہو تو یہ خراب نہیں ہوتا۔ اس کے علاوہ تھن فلم سیل لچک دار ہوتا ہے، یوں بہت سی ایسی جگہوں پر استعمال ہو سکتا ہے جہاں دیگر دونوں اقسام کارآمد ثابت نہیں ہوتیں۔

سولر پینل کی مختلف اقسام کے حوالے سے کم یا زیادہ بجلی بنانے سے مراد یہ ہے کہ اگر تینوں اقسام کے سولر سیل ایک ہی حجم کے ہوں تو پھر کوئی کم اور کوئی زیادہ بجلی بنائے گا۔ یوں بھی مارکیٹ میں فروخت ہونے والے سولر پینل فی واٹ کے حساب سے دستیاب ہوتے ہیں، اس لئے سولر سیل کی قسم چاہے کوئی بھی ہو، واٹ پورے ہی ملیں گے فرق صرف اتنا ہے کہ ایک واٹ کے لئے مونو کرسٹلائن کا سائز سب سے چھوٹا اور ایمارفیس سیل کا سب سے بڑا ہو گا۔

کوئی بھی سولر پینل کتنے درجہ حرارت تک بہتر کارکردگی دیتا ہے یہ معلومات ہر سولر پینل پر این او سی ٹی یعنی نومینل آپریٹنگ سیل ٹمپریچر کی صورت میں لکھی ہوتی ہے۔ اس پیمائش کی بہ نسبت درجہ حرارت جیسے جیسے زیادہ ہوتا جاتا ہے، اسی طرح سولر پینل کی کارکردگی متاثر ہوتی چلی جاتی ہے۔

سولر پینل کو پاکستان کے تناظر میں دیکھا جائے تو یقیناً میدانی علاقوں کے لئے، جہاں گرمیوں میں درجہ حرارت 35 سے 45 ڈگری تک ہوتا ہے، پولی کرسٹلائن بہتر ہے۔ دوسری جانب ایسے علاقے جہاں زیادہ گرمی پڑتی ہو اور درجہ حرارت اکثر 45 ڈگری سینٹی گریڈ سے اوپر رہتا ہو، ان کے لئے تھن فلم زیادہ موزوں ہے۔ شمالی علاقہ جات یعنی پہاڑی اور ٹھنڈے موسم والے زیادہ تر علاقوں کے لئے مونو کرسٹلائن سولر سیل بہتر رہتا ہے۔

(مزید معلومات کیلئے: www.packs.org)

دنیا کی مشہور آبشاریں

اینجل آبشار

دنیا کی سب سے بلند آبشار ہے۔ وینزویلا میں واقع اس آبشار کی بلندی 979 میٹر ہے۔ یہ دریائے چورون پر واقع ہے۔ جب امریکی ہواباز ''جیمز کوا فورڈ اینجل'' نے پرواز کے دوران اسے پہلی مرتبہ دیکھا۔ 1936ء میں وہ اس علاقے میں واپس آیا اور آبشار کے اوپر اپنا جہاز اتارا۔ آبشار کا نام اسی کے نام سے موسوم ہوکر اینجل آبشار کہلاتا ہے۔ اس آبشار کی اونچائی 1949ء میں نیشنل جیوگرافک سوسائٹی نے ناپی۔ یہ آبشار وینزویلا کے سیاحتی مقامات میں سب سے زیادہ مقبولیت رکھتی ہے۔ یہ ایک جنگل میں واقع ہے اس لئے یہاں پر جانا اتنا آسان نہیں۔ سیاحوں کو جب کوئی ایسی مہم درپیش ہوتی ہے تو وہ وینزویلا کے دارالحکومت کراکاس سے بذریعہ ہوائی جہاز یہاں پر پہنچتے ہیں۔

اگوازو آبشار

برازیل اور ارجنٹائن کی سرحد کے قریب دریائے اگوازو، پر واقع ایک عظیم آبشار ہے۔ 262 میٹر کی بلندی سے گرنے والا پانی اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ اس سے ہر سیکنڈ میں اولمپک کھیلوں میں استعمال ہونے والے تیراکی کے کھیل میں جو حوض استعمال ہوتا ہے اس جیسے 6 حوض بھرے جاسکتے ہیں آبشاروں کا یہ عظیم نظام صرف 2.7 کلومیٹر کے رقبے پر تقریباً 270 آبشاروں پر مشتمل ہے۔ چند آبشاریں 82 میٹر تک بلند ہیں جبکہ اکثر آبشاروں کی اونچائی 64 میٹر 210 فٹ ہے۔ 150 میٹر چوری اور 700 میٹر طویل انگریزی حرف U کی شکل کی ایک ڈھلوان جسے شیطان کا حلق (Evils Throat) کہا جاتا ہے۔ ان میں سب سے زیادہ متاثر کن ہے۔ اس سلسلے کی بیشتر آبشاریں ارجنٹائن میں واقع ہیں لیکن ان کا بہترین نظارہ برازیل کی جانب سے کیا جاسکتا ہے۔

نیاگرا آبشار

یہ براعظم شمالی امریکا کینیڈا اور ریاست ہائے متحدہ امریکا کی سرحد پر واقع دنیا کی مشہور ترین آبشار ہے جسے حسن فطرت کا عظیم شاہکار اور دنیا کے قدرتی عجائبات میں سے ایک سمجھا جاتا ہے۔ اسے پہلی بار 1678ء میں لوئس ہپی پن نے دریافت کیا۔ آبشار کا زیادہ حسین حصہ کینیڈا کی طرف ہے جس کے لئے قوس قزح پل پر سے بذریعہ گاڑی یا پیدل کینیڈا میں داخل ہوا جاسکتا ہے۔ امریکا اور کینیڈا کے شہریوں کے لئے سرحد عبور کرنے کے لئے ویزہ کی ضرورت نہیں ہوتی جبکہ دوسرے ممالک کے شہریوں کے لئے ویزہ حاصل کرنا لازمی قرار دیا گیا ہے۔ اس آبشار کی لمبائی 173 فٹ ہے اور چوڑائی 2500 فٹ ہے۔ امریکا کی جانب بہنے والی آبشار کو امریکی آبشار کہتے ہیں جس کی لمبائی 182 فٹ ہے اور اس کی چوڑائی 1100 فٹ ہے۔ تیسری نسبتاً چھوٹی آبشار برائیڈل ویل (Bridel Veil) کہلاتی ہے۔ ان تینوں آبشاروں سے فی سیکنڈ 202,000 مکعب فٹ پانی نیچے گرتا ہے۔ اور اسی عظیم نظارے اور قدرت کے اس شاہکار کو دیکھنے کے لئے دنیا بھر سے تقریباً 40 لاکھ سیاح ہر سال نیاگرا کا رخ کرتے ہیں۔ بذریعہ کشتی سیاح نیاگرا آبشار کا بہت قریب سے بھی نظارہ کر سکتے ہیں جبکہ آبشار کے پانی سے بننے والی حسین قوس قزح کا فضائی نظارہ کروانے کے لئے ہیلی کاپٹروں کی پروازیں بھی ہوتی ہیں، جہاں سے نیاگرا فال کا نظارہ اور حسین دکھائی دیتا ہے۔

وکٹوریہ آبشار

زمبابوے میں واقع دنیا کی بڑی آبشاروں میں سے ایک ہے جو دریائے زمبیزی پر واقع ہے۔ جب دریائے زمبیزی زیمبیا سے زمبابوے میں داخل ہوتا ہے تو اسی مقام پر وہ 420 فٹ کی ایک پہاڑی سے نیچے گرتا ہے۔ اتنی بلندی سے گرنے کے باعث اس کے پانی کی پھوار 1600 فٹ تک جا پہنچتی ہیں۔ اس آبشار سے پیدا ہونے والا شور 25 میل دور سے سنا جاسکتا ہے۔

(سنڈے ایکسپریس 25 مئی 2014ء)

ربوہ میں طلوع وغروب 24 جون

طلوع فجر	3:23
طلوع آفتاب	5:01
زوال آفتاب	12:11
غروب آفتاب	7:20

ایم ٹی اے کے اہم پروگرام

24 جون 2014ء

1:30 am	راہ ہدیٰ
3:05 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 5 ستمبر 2008ء
6:45 am	جلسہ سالانہ جرمنی 2014ء
8:15 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 12 ستمبر 2008ء
9:55 am	لقاء مع العرب
12:00 pm	گلشن وقف نو
2:00 pm	سوال وجواب
11:20 pm	گلشن وقف نو

ہاضمے کا لذیذ چورن
تریاق معدہ
کھانا ہضم کرتا ہے
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
Ph:047-6212434

رمضان پیکج
مریم میڈیکل اینڈ سرجیکل سنٹر یادگار روڈ ربوہ
جنرل آؤٹ ڈور، فیس 50 روپے صرف
اوقات صبح 9 بجے تا دوپہر 2 بجے تک صرف
بلڈ پریشر، یرقان، نزلہ زکام بخار، تپ دق فالج
سانس کی تکلیف اور سرجری کے مریضوں کے لئے
0476213944, 0476214499

SkyNetWorld WideExpress
آپ دنیا میں کہیں بھی اپنے اہم دستاویزات و پارسل کیلئے بہترین سروس
اور بڑے پارسلوں پر حیرت انگیز کمی
سکائی نٹ آفس اقصیٰ چوک مسرور پلازہ ربوہ
فون 047-6215744 موبائل 0334-6365127

FR-10

خواتین اور بچیوں کے مخصوص امراض کیلئے
الحمید ہومیو کلینک اینڈ سٹورز
جرمن ادویات کا مرکز
ہومیو فزیشن ڈاکٹر عبدالحمید صابر (ایم۔اے) فون: 047-6211510
عمر مارکیٹ نزد اقصیٰ روڈ ربوہ فون: 0334-7801578

The Vision of Tomorrow
New Haven Public School
Multan Tel :061-6779794

فاران ریسٹورنٹ لذیذ کھانے۔ عمدہ ماحول
فاران ریسٹورنٹ اب صبح 10 بجے سے رات 10 بجے تک بغیر کسی وقفہ سے کھلا کرے گا۔ جس میں چکن کڑاہی، مٹن کڑاہی، قوفتے، دال ماش، چکن فرائیڈ رائس، ایگ فرائیڈ رائس، چکن کارن سوپ، چکن تکہ چپل کباب، شامی کباب مچھلی اور کٹلس وغیرہ دستیاب ہوں گے۔ ''فاران سپیشل'' میں چکن ملھنی کڑاہی، چکن بون لیس ملھنی، چکن پیپر چلی شامل ہیں۔
مختلف تقریبات کے لئے وسیع گراسی پلاٹ اور لذیذ کھانے آرڈر پر تیار کئے جاتے ہیں۔
فاران ریسٹورنٹ پر صبح 10 بجے سے چائے کے لوازمات بھی نہایت عمدہ اور تازہ مثلاً سینڈوچ، کٹلس، پکوڑے مہیا ہوں گے۔ شام کی چائے کا بھی اچھا انتظام ہے۔ دعوتوں اور پارٹیوں کا خصوصی انتظام کیا جاتا ہے۔
فاران ریسٹورنٹ
مبشر مارکیٹ ریلوے روڈ فون: 0476213653
دارالرحمت غربی ربوہ محمد اسلم: 0331-7729338

زرمبادلہ کمانے کا بہترین ذریعہ۔ کاروباری سیاحتی، بیرون ملک مقیم احمدی بھائیوں کیلئے ہاتھ کے بنے ہوئے قالین ساتھ لے جائیں
ڈیزائن: بخارا اصفہان، شجرکار، ویجی ٹیبل ڈائز۔ کوکیشن افغانی وغیرہ
احمد مقبول کارپٹس
مقبول احمد خان آف شکرگڑھ
12۔ ٹیگور پارک نکلسن روڈ عقب شوبرا ہوٹل لاہور
042-36306163,36368130Fax:042-36368134
E-mail:amcpk@brain.net.pk
Cell:0322-4607400

STUDY IN GERMANY
Bachelor (with Fundation) & Master Degree Programmes Available

FREE DEGREE PROGRAMMES

Science	Engineering	Management
Medicine	Economics	Humanities

Get 18 Months Job Search Visa After Masters
Degree & Even Work Allowed During Studies

APPLY NOW (Requirement)
- Intermediate with above 60%
- A-Level Students
- Bachelor Students with min 70%
- Students awaiting result can also apply

Consultancy+ Admission+Documentation
Even after reaching Germany, pick up service from airport till University
Please contact your Erfolg Team Consultants in Germany
Office: +4979405035030, Fax: +4979405035031, Mob: +4917656433243
Email: info@erfolgteam.com, Skype: erfolgteam, Web: www.erfolgteam.com